

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدَ الَّذِي فَطَرَنِيَّ وَآلِيَهُ تَرْجِعُونَ ﴿٢٢﴾ ؕ أَتَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنَِّّي إِذَا لَفِئْتُ ضَلِيلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنَِّّي أَمَدْتُ بِرَبِّكُمْ فَأَسْبَحُونَ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَلِيَّتْ قَوْمِي يَعْكَبُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خِدْلُونَ ﴿٢٩﴾ يَحْسِرَةُ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ سَاهِبِينَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِنْ كُلُّ لِّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾

یَسْ:

آیات ۳۳ تا ۳۵

کھول آنکھ، زمیں دیکھ...

وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ	اور نشانی ہے اُن کے لیے مردہ زمین
أَحْيَيْنَاهَا	ہم نے زندہ کیا اسے
وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا	اور ہم نے نکالا اُس میں سے اناج

فَیْنَهُ یَا کُلُوْنَ ۝۳۲	پس اُس میں سے وہ کھاتے ہیں۔
وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّخِیْلِ وَّاَعْنَابٍ	اور ہم نے پیدا کیے اس میں باغات کھجوروں اور انگوروں کے
وَفَجَّرْنَا فِیْهَا مَنَ الْعِیُّوْنَ ۝۳۳	اور ہم نے بہا دیئے اس میں چشمے۔
لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ	تاکہ وہ کھائیں اُس کے پھلوں میں سے
وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ	نہیں کیا یہ سب اُن کے ہاتھوں نے
اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝۳۴	تو کیا وہ شکر ادا نہیں کریں گے۔

ان آیات میں قدرتِ الہی کے ایک بہت بڑے مظہر اور معرفتِ الہی کے حصول کی ایک عظیم نشانی پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ نشانی ہے زمین جو بظاہر مردہ اور ویران نظر آتی ہے۔ اچانک اللہ تعالیٰ بارش برسا کر اُسے زندہ کرتا ہے اور سرسبزی و شادابی کا زیور پہنا کر آراستہ اور بارونق بنا دیتا ہے۔ اسی زمین سے انسان اور پھلوں کے خزانے برآمد ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے ابلتے ہیں۔ یہ سب نعمتیں انسانوں کے لیے لذت، تقویت اور کئی فوائد کا سامان ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ یہ نعمتیں کس نے پیدا کی ہیں اور زمین میں یہ تاثیر کس نے رکھی ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کی کارگیری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نشانیوں کے ذریعہ ہمیں اپنی معرفت کی دولت اور اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ نے ہر شے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائی

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا	پاک ہے وہ ذات جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب
مِمَّا تُثْبِتُ الْاَرْضُ	اُس میں سے جو اگاتی ہے زمین

وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ	اور خود اُن کی اپنی جانوں میں سے
وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾	اور اُس میں سے جنہیں وہ (ابھی) نہیں جانتے۔
وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ	اور نشانی ہے اُن کے لیے رات
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ	ہم کھینچ لیتے ہیں اُس پر سے دن کو
فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾	پھر وہ یکاک ہو جاتے ہیں اندھیرے میں رہنے والے۔
وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا	اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چل رہا ہے
ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۳۸﴾	یہ مقرر کیا ہوا اندازہ ہے زبردست، سب کچھ جاننے والے کا۔
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ	اور چاند کہ ہم نے مقرر کر دی ہے اُس کے لیے منزلیں
حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۳۹﴾	یہاں تک کہ وہ پھر سے ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی۔
لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ	نہیں ہے سورج کہ ممکن ہو اُس کے لیے کہ آپکڑے چاند کو
وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ	اور نہ ہی رات پہلے آنے والی ہے دن سے
وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۴۰﴾	وہ سب کے سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی اس شان کو بیان کر رہی ہیں کہ ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ مثال کے طور

پر:

i- زمین سے اگنے والی نباتات جوڑوں کی صورت میں ہیں۔

ii- انسانوں کی تخلیق جوڑوں کی صورت میں کی گئی ہے۔

iii- رات اور دن باہم جوڑے کی نسبت رکھتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی تاریک اور دوسری روشن نشانی ہے۔

iv- سورج اور چاند بھی ایک جوڑے کی صورت میں ہیں۔ ایک دن میں اپنی رعنائیاں دکھاتا ہے اور دوسرا رات کو رونق بخشتا ہے۔ اُن کی حرکات اس قدر حساب کتاب اور نظم کے ساتھ ہیں کہ نہ وہ اپنے طے شدہ مدار سے ہٹ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی رفتار میں تبدیلی کر کے کائنات کے نظم میں انتشار پیدا کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا مظاہر قدرت بلاشبہ عظیم خالق و مدبر کی صفاتِ عالیہ کے عظیم آثار ہیں، بقول شاعر

حق مری دسترس سے باہر ہے

حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

مظاہر قدرت جہاں حق کے آثار ظاہر کر رہے ہیں، وہیں اُن کا جوڑوں کی صورت میں ہونا آخرت کے واقع ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح ہر مخلوق جوڑے کی صورت میں ہے اسی طرح دنیوی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ نے سوار یوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں

وَآیۃٌ لَّہُمَّ	اور نشانی ہے اُن کے لیے
اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمُ فِي الْفُلِّ الْبَشُوعِ ۝۴۱	کہ ہم نے سوار کیا اُن کی نسل کو ایک بھری ہوئی کشتی میں۔
وَخَلَقْنَا لَہُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ۝۴۲	اور ہم نے بنائیں اُن کے لیے اُس جیسی کئی اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔
وَ اِنْ نَّشَاۡ نَغْرِقْہُمْ	اور اگر ہم چاہیں غرق کر دیں انہیں

فَلَا صَرِيحَ لَهُمْ	پھر نہ کوئی فریاد سننے والا ہو اُن کی
وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ﴿۳۶﴾	اور نہ وہ بچائے جائیں۔
إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا	مگر یہ رحمت ہے ہماری طرف سے (اُن کا سلامت رہنا)
وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۷﴾	اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سواریوں کو بھی جوڑوں کی صورت میں بنایا ہے۔ ایک وہ ہیں جو کشتیوں اور جہازوں کی صورت میں دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں اور دوسری وہ ہیں جو خشکی پر رواں دواں ہیں۔ یہ بڑی جسامت والے، سواری اور بار برداری کے جانور اور دورِ جدید میں ایجاد ہونے والی گاڑیوں اور ریل کی صورت میں ہیں۔ پھر ان سواریوں کو قابو میں لانا اور ان کے ذریعہ محفوظ سفر کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت سے ممکن ہے۔ اگر سمندر میں طغیانی آجائے اور کشتیاں ڈوبنے لگیں تو سوائے اُس کے کوئی ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۵۰

انسانوں کی محرومی اور ناشکری

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے بچو اُس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۴۵﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں)۔
وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ	اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی
إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۴۶﴾	مگر وہ اُس سے رخ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اُس میں سے جو دیا ہے تمہیں اللہ نے
قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا	تو کہتے ہیں وہ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے اُن سے جو ایمان لائے ہیں
أَنْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ	کیا ہم کھلائیں اُسے کہ اگر چاہتا اللہ تو خود ہی کھلا دیتا اُسے
إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۳۷﴾	نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں۔
وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (عذاب کا) وعدہ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾	اگر تم سچے ہو؟
مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً	وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک ہی چیخ کا
تَأْخُذُهُمْ	جو آپکڑے گی انہیں
وَهُمْ يَخِصِّبُونَ ﴿۳۹﴾	جبکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً	تو وہ نہ کر سکیں گے وصیت
وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۰﴾	اور نہ ہی اپنے گھروالوں کی طرف لوٹ سکیں گے۔

ان آیات میں انسانوں کی اکثریت کی محرومی اور ناشکری اور اس سے بھی آگے بڑھ کر گستاخانہ رویہ کا نقشہ کھینچا گیا:

i- جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس عذاب سے بچنے کی کوشش کرو جو اُن سابقہ سرکش قوموں پر آیا جن کی تباہ شدہ بستیاں تمہارے سامنے ہیں۔ پھر آگے آنے والے آخرت کے بڑے عذاب سے بچنے کی فکر کرو تو وہ بڑے تکبر سے اس خیر خواہانہ نصیحت کو رد کر دیتے ہیں۔

ii- جب بھی اُنہیں قرآنِ حکیم کی کوئی آیت سنائی جاتی ہے تو اُس پر غور تو درکنار وہ اُسے سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔

iii- جب اُنہیں ضرورت مندوں کی مدد کے لیے مال خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو پلٹ کر کہتے ہیں کہ اللہ عادل و قادر ہے۔ جب چاہے گا خود ہی اُن کی مدد کر دے گا۔ کیا ہم اُن کی مدد کریں جن کو اللہ نے محروم کر رکھا ہے؟

iv- جب اُنہیں آخرت کی جوابدہی سے خبردار کیا جاتا ہے تو طنزیہ انداز سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ آخرت کا وعدہ کس وقت ظاہر ہوگا؟

اس گستاخانہ روش پر اللہ تعالیٰ نے شدید غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اُس شدید پکڑ کے انتظار میں ہیں جو اُنہیں اچانک آدبوچے گی۔ پھر یہ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنوں کی طرف لوٹ کر مدد حاصل کر سکیں گے۔

آیات ۵۱ تا ۵۴

روزِ قیامت جی اٹھنے کا منظر

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ	اور پھونکا جائے گا صور میں
فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿٥١﴾	تو اچانک وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے۔
قَالُوا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا	کہیں گے ہائے ہماری بربادی! کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خواب گاہوں سے
هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ	(کہا جائے گا) یہ ہے کہ جس کا وعدہ کیا تھا رحمان نے

وَصَدَقَ الْهَرُّ سُلُوكًا ۝۵۲	اور سچ کہا تھا رسولوں نے۔
إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً	نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ
فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝۵۳	تو اچانک وہ سب ہمارے پاس حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا	پس آج ظلم نہ کیا جائے گا کسی جان پر کچھ بھی
وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۴	اور تم بدلہ میں نہیں دیے جاؤ گے مگر وہی جو تم کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑنے لگیں گے۔ مجرم اُس وقت افسوس سے کہیں گے کہ ہمیں کس نے ہماری قبروں سے نکال باہر کیا ہے۔ گویا قیامت کی دہشت، اُن کے لیے عذابِ قبر سے بھی زیادہ ہولناک ہوگی۔ اُنہیں آگاہ کیا جائے گا کہ یہ وہ قیامت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور جس سے رسولوں نے خبردار کیا تھا۔ اب خواہ کوئی چاہے یا نہ چاہے، اُسے میدانِ حشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۵ تا ۵۸

اہل جنت پر عنایات

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَكْهُونَ ۝۵۵	بے شک جنت والے آج کسی دلچسپی میں مسرور ہوں گے۔
هُمْ وَازْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرَائِكِ	وہ اور اُن کی بیویاں گھنے سایوں میں تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے

مُتَّكُونَ ﴿۵۶﴾	
لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ	اُن کے لیے اُن باغات میں ہوں گے پھل
وَلَهُمْ مَّا يَدْعُونَ ﴿۵۷﴾	اور اُن کے لیے اُن میں وہ کچھ ہے جو وہ طلب کریں گے۔
سَلَامٌ	سلامت رہو
قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ ﴿۵۸﴾	ارشاد ہوگا ہمیشہ رحم کرنے والے رب کی طرف سے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر انسان کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیک لوگ جنت میں اپنی دلچسپیوں میں لگن ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ درختوں کے گھنے سایہ میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُنہیں ہر طرح کے میوہ جات فراہم کیے جائیں گے۔ جو بھی طلب کریں گے عطا کیا جائے گا۔ سب سے بڑی نعمت سلمہ قولاً مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ کی صورت میں اللہ رحیم و کریم کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ہوگا۔ اللہ ہمیں یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۲

شیطان کی عبادت مت کرو

وَأَمَّا تَزُوا الْيَوْمَ إِلَيْهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۵۹﴾	اور الگ ہو جاؤ آج اے مجرمو!
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِي آدَمَ	کیا میں نے تاکید نہیں کی تھی تمہیں اے اولادِ آدم!
أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ	کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۰﴾	بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
وَإِنْ أَعْبُدُونِي	اور یہ کہ میری عبادت کرنا

یہ سیدھا راستہ ہے۔	هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾
اور یقیناً اُس نے گمراہ کر دیا تم میں سے بہت سی مخلوق کو	وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا
تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے۔	أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾

روز قیامت مجرمین کو شرم دلائی جائے گی کہ تمہیں شیطان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن تمہاری اکثریت نے اُس ملعون کی عبادت کی۔ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے لیکن تم شیطان کے راستے پر چلتے رہے۔ یہ آیات عبادت کے اصل مفہوم کو واضح کر رہی ہیں۔ عبادت سے مراد ہے دلی آمادگی کے ساتھ کسی کی اطاعت کرنا۔ اگر پورے ذوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جارہی ہے تو یہ اُس کی عبادت ہے۔ اس کے برعکس پوری رغبت و آمادگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جارہی ہے تو یہ دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صرف اپنی ہی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۶۳ تا ۶۵

مجرموں کا برا انجام

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔	هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾
داخل ہو جاؤ اس میں آج اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے رہے تھے۔	إِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾
آج ہم مہر کر دیں گے اُن کے مونہوں پر	الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ
اور بولیں گے ہم سے اُن کے ہاتھ	وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ
اور گواہی دیں گے اُن کے پاؤں	وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ

يٰسَٰ كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾

اُس پر جو وہ کمائی کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت ایسے مجرموں کو جو جرائم کے اعتراف کے لیے تیار نہ ہوں گے بولنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ البتہ اُن کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے کیا کیا جرائم کیے ہیں۔ اُن کے جرائم ثابت ہو جائیں گے اور اُنہیں حکم دیا جائے گا کہ اب اُس جہنم کا ایندھن بن جاؤ جس سے تمہیں دنیا میں خبردار کیا گیا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِزْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۶۶ تا ۶۷

اللہ تعالیٰ دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰٓ اَعْيُنِهِمْ	اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً مٹا دیں اُن کی آنکھیں
فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ	پھر وہ بڑھیں راستہ کی طرف
فَاَنۢىٰ يَبۡصُرُوْنَ ﴿٦٦﴾	تو کیسے دیکھ سکیں گے؟
وَلَوْ نَشَاءُ لَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ	اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً بگاڑ دیتے اُن کی صورتیں اُن کی جگہ پر ہی
فَمَا اسۡتَظۡعُوْا مُضِيًّا	پھر اُن سے نہ ہو سکتا آگے جانا
وَلَا يَرۡجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾	اور نہ ہی وہ لوٹ سکتے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ دنیا میں گناہ گاروں کے جرائم کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ نافرمانوں کو دنیا میں ہی اندھا کر دیتا اور پھر وہ گستاخ آنکھوں سے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ مجرموں کی صورتیں بگاڑ دیتا اور وہ کسی کو شکل

دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ وہ فوری سزا دینے کے بجائے مہلت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم گناہ گاروں کو مہلت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۶۸ انسان کی بے بسی

وَمَنْ نُعِذُّهُ	اور ہم طویل عمر دیتے ہیں جس کو
نُنَكِّسُهُ فِي الْخَلْقِ	کمزور کر دیتے ہیں اُس کو قوتوں میں
أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾	تو کیا وہ سمجھتے نہیں ہیں۔

یہ آیت ہر انسان کو اُس کی عاجزی و بے بسی کا احساس دلا رہی ہے۔ جوانی کے بعد جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے اُس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بچپن کی طرح وہ پھر سے دوسروں کا محتاج ہوتا جاتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ اس حقیقت کا ادراک انسان کو تکبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰ قرآنِ حکیم شاعری نہیں ہے

وَمَا عَلَّمْنَاهُ لَشِعْرٍ	اور ہم نے نہیں سکھایا اُن کو شعر
وَمَا يَنْبَغِي لَهُ	اور نہ یہ شایانِ شان ہے اُن کے
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾	نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور واضح قرآن۔
لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا	تاکہ وہ خبردار کریں اُسے جو زندہ ہے

وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝۱۰

اور پوری ہو جائے حجت کافروں پر۔

یہ آیات قرآن حکیم کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کو رد کر دیا کہ قرآن حکیم کسی شاعر کا کلام ہے۔ شاعر کی شاعری کا مقصد لوگوں سے داد و تحسین وصول کرنا ہوتا ہے۔ وہ اکثر و بیشتر لوگوں کی خواہشات کے مطابق کلام پیش کرتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن حکیم لوگوں کو ان کے گناہوں پر متوجہ کر کے اصلاح کی دعوت دے رہا ہے۔ ایسی دعوت تو لوگوں کی اکثریت پر گراں گزرتی ہے۔ قرآن حکیم بڑی وضاحت کے ساتھ کائنات کے اصل حقائق کی یاد دہانی کر رہا ہے۔ جس شخص کی روح بیدار اور ضمیر زندہ ہے وہ اس کتاب سے سیدھی راہ کی ہدایت پالیتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ خواہشات نفس کی پیروی کرتے کرتے روح ربانی کو خاکی وجود میں دفن کر چکے ہیں وہ اس کی برکات اور انوار سے فیض حاصل نہ کر سکیں گے۔

آیات ۱۷ تا ۳۷

چوپائے... اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں

اَوْ لَمْ يَرَوْا	اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا	کہ ہم نے پیدا کیے ان کے لیے ان چیزوں میں سے جو بنائی ہیں ہمارے ہاتھوں نے چوپائے
فَهُمْ لَهَا مُلْكُونَ ۝۱۱	پھر وہ ان کے مالک ہیں۔
وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ	اور ہم نے تابع کر دیا انہیں ان کے لیے
فِيْنَهَا رُكُوبُهُمْ	تو ان میں سے کچھ ان کی سواری ہیں
وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝۱۲	اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں۔
وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ	اور ان کے لیے ہیں ان میں کئی فائدے

وَمَشَارِبُ	اور پینے کی چیزیں
أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٦﴾	تو کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے ایک بہت بڑی نعمت یعنی چوپایوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ یہ چوپائے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں لیکن انسان ان کے مالک بنے پھرتے ہیں۔ ان میں سے وہ بھی ہیں:

i۔ جو بہت طاقتور ہیں لیکن انسان کے سامنے عاجز ہیں اور انسان انہیں اپنی سواری اور بار برداری یعنی بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ii۔ جو حلال ہیں اور انہیں انسان ذبح کر کے اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

iii۔ جن سے انسان کئی فوائد حاصل کرتا ہے مثلاً ان کی کھالوں سے چمڑے کی مصنوعات بناتا ہے، چربی سے گھی اور صابن بناتا ہے، فضلے کو کھاد کے طور پر استعمال کرتا ہے، زراعت کے لیے زمین تیار کرنے کا کام لیتا ہے، ٹیوب ویل سے پانی کھینچنے کے لیے استعمال کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

iv۔ جو انسان کو دودھ جیسی عظیم نعمت وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔ اس حوالے سے اسماعیل میرٹھی صاحب کی ایک نظم کتنی سادہ لیکن دل پزیر ہے کہ

رَبِّ کَا شکر ادا کر بھائی	جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں	جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں
خاک کو اُس نے سبزہ بنایا	سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چری تھی بن میں	دودھ بنی اب گائے کے تھن میں
سبحان اللہ! دودھ ہے کیسا	تازہ، گرم، سفید اور میٹھا
گائے کو دی کیا اچھی صورت	خوبی کی ہے گویا مورت

داناؤ نکا بھوسی چو کر کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر
کھا کرتے اور ٹھٹھیرے دودھ دیتی ہے شام سویرے

آیات ۷۴ تا ۷۵

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کام نہیں آسکتا

وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾	اور اُنہوں نے بنا لیے اللہ کے سوا کئی معبود
لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ	تاکہ اُن کی مدد کی جائے۔
وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾	وہ نہیں کر سکتے اُن کی مدد
	اور مشرکین اُن کی گرفتار فوج بن کر حاضر کیے جانے والے ہیں۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر معبود بنا لیا ہے۔ اُنہیں اُمید ہے کہ روزِ قیامت یہ فرشتے اُن کی مدد کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ اُس کے حکم کے بغیر کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ البتہ وہ شرک کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہ روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو گرفتار کر کے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کریں گے۔ گویا پوری زندگی جن کی پوچا کرتے رہے، مشکل وقت میں وہ مدد تو درکنار بلکہ دشمنی کریں گے۔

آیات ۷۶ تا ۸۰

کیا اللہ تعالیٰ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر سکتا ہے؟

فَلَا يَحْزُنُكَ قَوْلُهُمْ	پس اے نبی! غمگین نہ کرے آپ کو اُن کی بات
-----------------------------	--

اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۱﴾	بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔
اَوْ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍۢ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾	کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے پیدا کیا اُسے نطفے سے تو یکایک وہ ہو گیا کھلا جھگڑالو۔
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ	اور اُس نے بیان کی ہمارے لیے ایک مثال اور بھول گیا اپنی پیدائش کو
قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۶۳﴾	اُس نے کہا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جبکہ وہ ہوں گی بوسیدہ۔
قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾	فرمائیے زندہ کرے گا انہیں وہ جس نے پیدا کیا تھا انہیں پہلی بار
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا	اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔
فَاِذَا اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوقَدُوْنَ ﴿۶۵﴾	وہ جس نے پیدا کر دی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پھر فوراً تم اُس سے آگ جلا لیتے ہو۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کے لیے دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کی دعوت کو کفار بے بنیاد اعتراضات پیش کر کے ٹھکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں اور مزید کیا ناپاک ارادے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ وہ اعتراضات کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردہ انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ کیا وہ بھول چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک گندے پانی کی بوند سے پیدا کیا ہے۔ کیا جس خالق نے پہلی بار پیدا کیا، وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ اُس

خالق کی ہر تخلیق ہی مثالی ہے۔ وہ غور کریں کہ وہ ایک ایسی آگ سے حرارت اور کئی فوائد حاصل کرتے ہیں جو بانس کے سبز درختوں سے جلائی جاتی ہے۔ بلاشبہ وہ خالق، جو چاہے سو پیدا کر سکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

وسیع و عریض کائنات کا خالق ہر انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا

اور کیا نہیں ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو	أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
اس پر قادر کہ پیدا کر دے انہی کے جیسے؟	بِقُدْرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ
کیوں نہیں! اور وہی بہت بڑا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔	بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۱﴾
بے شک اُس کا حکم تو یہ ہے کہ جب وہ ارادہ کر لے کسی چیز (کے بنانے) کا	إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا
کہ وہ کہتا ہے اُس کے لیے ہو جا	أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ
تو وہ ہو جاتی ہے	فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾
سو پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی ہر چیز کی	فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ
اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔	وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾

اللہ سبحانہ تعالیٰ وہ عظیم خالق ہے جس نے بلند و بالا آسمان اور وسیع و عریض زمین بنائی ہے۔ بلاشبہ وہ ہر شے کا بنانا جانتا ہے۔ لہذا وہ انسانوں کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اُس کے بنانے کا عمل تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کن (ہو جا) اور ایک شے وجود میں آ جاتی ہے۔ ہر شے اُس کی مخلوق ہے۔ تمام انسان بھی اُسی کی مخلوق ہیں اور وہ چاہیں یا نہ چاہیں بہر حال انہیں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے

اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ بلاشبہ اُس کی قادرِ مطلق ہستی ہر کمی، کمزوری اور عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمتوں کی معرفت اور اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سُورَةُ الصَّفَاتِ

ایمان کے موضوع پر عظیم سورہ مبارکہ

اس سورہ مبارکہ میں توحید، رسالت اور آخرت یعنی ایمانیاتِ ثلاثہ کے مضامین بڑے مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱۰ تا ۱۰
 - آیات ۱۱ تا ۷۴
 - آیات ۷۵ تا ۸۳
 - آیات ۸۴ تا ۱۶۶
 - آیات ۱۶۷ تا ۱۸۲
- توحید باری تعالیٰ
ایمان بالآخرت
انبیاء پر عنایات ربانی
مشرکین مکہ کے شرک کی نفی
مشرکین مکہ کی محرومی

آیات ۱ تا ۵

تعلیماتِ وحی کا حاصل ... عقیدہ توحید

وَالصَّفَاتِ صَفًا ①	قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر
فَالزُّجُرِ زَجْرًا ②	پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر
فَالتَّكْلِیَّتِ ذِكْرًا ③	پھر اُن کی جو تلاوت کرنے والے ہیں ذکر کی
إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ④	بے شک تمہارا معبود یقیناً ایک ہے۔
رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا	اور اُن سب کا جو ان دونوں کے درمیان ہیں

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ⑤

اور جو رب ہے تمام مشرقوں کا۔

یہ آیات ایک قسم اور پھر جوابِ قسم پر مشتمل ہیں۔ ایک اہم حقیقت کے بیان کے لیے اُن فرشتوں کو قسم کے ذریعے گواہ بنایا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے تابعدار اور انبیاء تک وحی پہنچانے پر مامور ہیں۔ وہ فرشتے ہر وقت صف باندھے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں۔ پھر جب وحی لے کر آتے ہیں تو اُن شیطانوں کو ڈانٹتے ہیں جو وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہ تلاوت کرتے ہوئے نبی کے قلب مبارک پر وحی نازل کرتے ہیں۔ وحی کی تعلیم کالب لباب یہ ہے کہ معبود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ تمام انسانوں، زمین اور اُن کے درمیان موجود ہر شے کا مالک و نگران ہے۔ کائنات کی ہر شے، ہر آن اُس کی نظرِ کرم کی محتاج ہے۔

آیات ۶ تا ۱۰

وحی کی خصوصی حفاظت

بے شک ہم نے سجایا ہے دنیوی آسمان کو ایک خاص زینت یعنی ستاروں سے۔	إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ①
اور (جو) حفاظت کے لیے (بھی ہیں) ہر سرکش شیطان سے۔	وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ②
کان لگا کر نہیں سن سکتے (فرشتوں کی) اعلیٰ مجلس کی باتیں	لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى
اور (انگارے) پھینک کر مارے جاتے ہیں ہر طرف سے۔	وَيُقَذُّونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ③
(انہیں) بھگانے کے لیے	دُحُورًا
اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہے۔	دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ④

إِلَّا مَنْ خَطَفَ الْخُطْفَةَ	سوائے اُس کے جو لے اڑے کوئی بات
فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ⑩	تو اُس کا پیچھا کرتا ہے ایک چمکتا ہوا انگارہ۔

ان آیات میں وحی باری تعالیٰ کی شیاطین سے حفاظت کا ذکر ہے۔ آسمان پر نظر آنے والے ستارے دراصل آسمان کی سجاوٹ کا ذریعہ ہیں۔ البتہ یہی ستارے وحی کی حفاظت کے لیے حفاظتی چوکیاں بھی ہیں۔ اُن میں وحی کے محافظ فرشتے موجود رہتے ہیں۔ جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو شیاطین جن، وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے۔ محافظ فرشتے انہیں مار بھگاتے تھے۔ اگر کوئی شیطان وحی کا کوئی لفظ سننے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ فرشتے شہابِ ثاقب کے ذریعہ اُسے ہلاک کر دیتے تھے۔ مشرکین مکہ بہتان لگاتے تھے کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کا ہن ہیں۔ شیاطین جن ان پر قرآن لے کر اترتے ہیں۔ یہ آیات اس بہتان کی بھی زوردار نفی کر رہی ہیں۔

آیات ۱۱ تا ۱۹

کیا خالق ارض و سماء، انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنِ خَلَقْنَا	پس اے نبی! پوچھیے ان سے کیا وہ زیادہ مشکل ہیں پیدا کرنے کے اعتبار سے یا وہ سب جو ہم نے پیدا کیا ہے
إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ⑪	بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں چپکتے ہوئے گارے سے۔
بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ⑫	بلکہ آپ نے تعجب فرمایا اور وہ مذاق اڑاتے ہیں۔
وَإِذَا ذُكِّرُوا	اور جب انہیں نصیحت کی جائے
لَا يَذْكُرُونَ ⑬	وہ قبول نہیں کرتے۔
وَإِذَا رَأَوْا آيَةً	اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشانی

تو خوب مذاق اڑاتے ہیں۔	يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٣﴾
اور کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو۔	وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٤﴾
کیا جب ہم مرجائیں گے	ءِذَا مِتْنَا
اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں	وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا
کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟	ءِإِنَّا لَبَعُوثُونَ ﴿١٥﴾
کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔	أَوِ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٦﴾
فرمائیے جی ہاں	قُلْ نَعَمْ
اور تم ذلیل ہو گے۔	وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٧﴾
پس بے شک وہ تو ہوگی ایک ہی ڈانٹ	فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ
پھر اچانک وہ دیکھ رہے ہوں گے۔	فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٨﴾

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک ایسی کائنات بنائی ہے جو انتہائی وسیع و عریض اور طرح طرح کی مخلوقات پر مشتمل ہے۔ اُس عظیم خالق نے پہلے انسان کو گارے سے بنایا تھا۔ کیا اتنا بڑا خالق انسانوں کو اُن کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ بلاشبہ کر سکتا ہے لیکن ہٹ دھرم مخالفین یہ حقیقت تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ انہیں یہ عمل جادو نظر آتا تھا کہ مرنے کے بعد اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو پھر سے زندہ کر دیا جائے۔ جواب دیا گیا کہ یہ عمل ہو کر رہے گا۔ نہ صرف تمام انسان صور کی ایک ہی آواز پر زندہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ سر جھکائے پیش بھی ہوں گے۔

آیات ۲۰ تا ۲۶

میدانِ حشر کا ایک منظر

وَقَالُوا يُوَيَّلُنَا	اور کہیں گے کافر ہائے ہماری بربادی!
هَذَا يَوْمُ الدِّينِ ①	یہ تو بدلے کا دن ہے۔
هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ②	(کہا جائے گا) یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔
أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا	(اے فرشتو!) جمع کرو انہیں جنہوں نے ظلم کیا
وَأَزْوَاجَهُمْ	اور ان کے ساتھیوں کو
وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ③	اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔
مِنْ دُونِ اللَّهِ	اللہ کے سوا
فَأَهْدُ وَهُمْ إِلَى صَرَاطِ الْجَحِيمِ ④	پھر لے چلو انہیں جہنم کے راستے کی طرف۔
وَقِفُّهُمْ	اور ٹھہراؤ انہیں
إِنَّهُمْ مَسْئُورُونَ ⑤	ان سے پوچھا جائے گا۔
مَا لَكُمْ	کیا ہوا ہے تمہیں
لَا تَنَاصَرُونَ ⑥	تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟
بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ⑦	بلکہ وہ آج بالکل فرمانبردار ہیں۔

مرنے کے بعد زندگی کی خبر کو جھٹلانے والے روزِ قیامت حیران و پریشان ہوں گے۔ حسرت سے کہیں گے کہ یہ تو بدلے کا دن آگیا۔ جواب دیا جائے گا کہ ہاں! یہ وہی بدلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ اب تمام مجرموں، اُن کے باطل معبودوں اور دنیا دار لیڈروں کو ایک ساتھ جمع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھے گا کہ آج تم سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟ مدد تو درکنار اُس روز ہر مجرم دوسرے پر اپنی گمراہی کا الزام لگا کر خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بے بسی و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۴

دنیا دار لیڈروں کا اپنے پیروکاروں کو کوراجواب

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ	اور متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾	کہیں گے پیروکار (سرداروں سے) بے شک تم آتے تھے ہمارے پاس دائیں طرف سے (بڑا دباؤ ڈالتے ہوئے)
قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾	کہیں گے سردار بلکہ نہیں تھے تم ایمان لانے والے۔
وَمَا كَان لَنَا عَلَيْكُمْ مِّن سُلْطٰنٍ	اور نہیں تھا ہمارا تم پر کوئی زور
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ﴿٣٠﴾	بلکہ تم خود ہی حد سے بڑھنے والے لوگ تھے۔
فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا	تو سچ ثابت ہوئی ہم پر ہمارے رب کی بات
إِنَّا لَذٰلِكَ أَقْوٰنٌ ﴿٣١﴾	بے شک ہم یقیناً پچھنے والے ہیں (عذاب)۔
فَاغْوَيْنٰكُمْ	سو ہم نے گمراہ کیا تمہیں

اِنَّا كُنَّا غُيُوبًا ۝۲۱	بے شک ہم خود گمراہ تھے۔
فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۝۲۲	تو بے شک وہ اُس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔
اِنَّا كُنَّا لَكَ نَفْعًا بِالْجُرْمِ مِثْلًا ۝۲۳	بے شک ہم ایسے ہی کیا کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔

میدانِ حشر میں مجرمین اپنے لیڈروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ لیڈر پلٹ کر کہیں گے کہ تم خود ہی دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمارے پیروکار بنے تھے۔ ہمارا تم پر کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ تم خود ہی سرکش تھے۔ ہم نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں گمراہ کن تصورات دیے اور تم نے اپنے مفادات کے لیے ہماری پیروی کی۔ اب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم سب کو اب عذاب کا مزہ ہر صورت میں چکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا دار لوگوں کی پیروی کرنے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۵ تا ۳۹

گستاخانِ رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا غضب

اِنَّهُمْ كَانُوا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝۲۵	بے شک یہ (عذاب میں شریک ہونے والے) وہ لوگ تھے کہ جب کہا جاتا تھا اُن سے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ تکبر کرتے تھے
وَيَقُولُونَ اِنَّا لَتَارِكُوْا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝۲۶	اور وہ کہتے تھے کہ کیا واقعی ہم ضرور ہی چھوڑنے والے ہوں اپنے معبودوں کو ایک مجنون شاعر کی خاطر۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ	بلکہ وہ رسول لائے ہیں حق
وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۷﴾	اور انہوں نے تصدیق کی ہے تمام رسولوں کی۔
إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْآلِيمِ ﴿۳۸﴾	بے شک تم یقیناً چکھنے والے ہو دردناک عذاب۔
وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۹﴾	اور تم بدلہ میں نہیں دیے جاؤ گے مگر وہی جو تم کیا کرتے تھے

اللہ کے رسول ﷺ جب مجرمین کو دعوتِ توحید دیتے تو وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے۔ توہین آمیز اور طنزیہ انداز میں گستاخی کرتے کہ کیا ہم ایک شاعر اور پاگل کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نہ شاعر ہیں اور نہ پاگل بلکہ حق و صداقت کے پیکر اور تمام سابقہ رسولوں کی تعلیمات کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ مجرموں کو اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا مل کر رہے گی۔ عنقریب اُن کی گستاخیاں عذاب کی صورت میں اُن پر مسلط کر دی جائیں گی۔

آیات ۴۰ تا ۴۹

اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْهُخَاصِينَ ﴿٢٠﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔
أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٢١﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے طے شدہ رزق ہے
فَوَاكِهُ	یعنی میوے
وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿٢٢﴾	اور انہیں عزت دی جائے گی
فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ﴿٢٣﴾	نعمتوں والے باغات میں۔

[illegible]

تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔	عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۳۳﴾
گردش میں لایا جائے گا اُن پر چھلکتا ہوا جام صاف بہتی ہوئی شراب کا۔	يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۳۴﴾
جو سفید ہوگی	بَيضَاءِ
لذیذ ہوگی پینے والوں کے لیے۔	لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ﴿۳۵﴾
نہ اُس میں کوئی دردِ سر ہوگا	لَا فِيهَا غَوْلٌ
اور نہ وہ اُس سے بہکائے جائیں گے۔	وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۳۶﴾
اور اُن کے پاس نیچی نظروں، بڑی آنکھوں والی بیویاں ہوں گی۔	وَعِنْدَهُمْ قُصِرَتِ الْأَرْفَافُ عِزٌّ ﴿۳۷﴾
جیسے وہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔	كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۳۸﴾

نیکی پر عمل پیرا وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمالے۔ یہ لوگ جنت کی اعلیٰ اور لازوال نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کی مہمانوں کی طرح عزت کی جائے گی۔ اُنہیں لذیذ میوہ جات عطا کیے جائیں گے۔ شاندار تختوں پر بیٹھ کر ایسی پاکیزہ شراب نوش کریں گے جس سے نہ نشہ آئے گا اور نہ ہی سر چکرائے گا۔ اُن کی تسکین کے لیے نیچی نگاہیں رکھنے والی حیا دار بیویاں ہوں گی جو نہ صرف رنگت میں انڈوں کی طرح سفید ہوں گی بلکہ چھپائے جانے والے انڈوں کی طرح پردے میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت کی یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۰ تا ۵۷

اہل جنت کا باہمی مکالمہ

فَاقْبَلْ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ	پھر متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
تَسَاءَلُونَ ﴿۵۱﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ	کہے گا ایک کہنے والا اُن میں سے
إِنِّي كَان لِّي قَتِيلٌ ﴿۵۲﴾	بے شک میرا ہوا کرتا تھا ایک ساتھی۔
يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْبَصِیِّیْنَ ﴿۵۳﴾	وہ کہا کرتا تھا کیا بے شک تم واقعی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو۔
ءَاِذَا مِتْنَا	کیا جب ہم مر جائیں گے
وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَدِّیُّنُونَ ﴿۵۴﴾	کیا واقعی ہم ضرور بدلہ دیے جانے والے ہیں؟
قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطْلِعُونَ ﴿۵۵﴾	فرمائے گا اللہ کیا تم (اُسے) دیکھنے کے خواہش مند ہو؟
فَاَطْلَعْ فَرَاہُ فِیْ سَوَاءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾	پھر وہ جھانکے گا تو دیکھے گا اُسے جہنم کے بالکل بیچ میں۔
قَالَ تَاللّٰهِ	کہے گا کہ اللہ کی قسم!
اِنْ کِدَّتْ لَتُرْدِیْنَ ﴿۵۷﴾	بلاشبہ تم تو قریب تھے کہ واقعی ہلاک کر دیتے مجھے۔
وَلَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ	اور اگر نہ ہوتی میرے رب کی نعمت
لَکُنْتُ مِنَ الْهٰضِرِیْنَ ﴿۵۸﴾	یقیناً میں بھی ہوتا پکڑ کر حاضر کیے جانے والوں میں سے۔

جنت میں ایک فرد دوسرے سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ اس حقیقت کو جھٹلاتا تھا کہ مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس جنتی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اُس گمراہ ساتھی کا انجام دیکھنا چاہتے ہو۔ اب وہ اُسے جہنم کے عین وسط میں عذاب میں مبتلا دیکھے گا۔ اُس سے کہے گا کہ اگر میں تمہاری بات مان لیتا تو آج تمہاری طرح برباد ہو جاتا۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا کہ میں نے تمہارے گمراہ کن تصورات کو قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۱

مقابلہ کا اصل میدان... حصول جنت کے لیے کوشش

اَفَمَا نَحْنُ بِبَيِّنَاتٍ ۝۵۸	(جنتی کہیں گے) کیا اب ہم مرنے والے تو نہیں۔
اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُولٰی	سوائے ہماری پہلی موت کے
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝۵۹	اور اب تو ہم نہیں ہوں گے عذاب دیئے جانے والے۔
اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْفَوْزِ الْعَظِيْمِ ۝۶۰	بے شک یہی تو ہے شاندار کامیابی۔
لِيُثْلَ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝۶۱	اس جیسی کامیابی کے لیے پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے۔

ان آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیش کے لیے ہیں۔ جنت کا حصول ایسی عظیم کامیابی ہے جس کے بعد کسی ناکامی کا امکان ہی نہیں۔ ترغیب دی گئی کہ مقابلہ کرنے والوں کو اس کامیابی تک پہنچنے کے لیے مقابلہ کرنا چاہیے۔ مقابلہ کا اصل میدان دنیا میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا نہیں بلکہ جنت کے حصول کی کوشش اور اُس میں بھی بلند سے بلند درجوں تک پہنچنے کے لیے خواہشاتِ نفس، مال اور جان کی قربانیاں دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی پاکیزہ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۸

جہنمیوں کا برا حال

اَذْلِكَ خَيْرٌ تُزَلَّ	کیا یہ بہتر ہے مہمانی کے طور پر
اَمْ شَجَرَةُ الرَّقُومِ ①	یا زقوم کا درخت؟
اِنَّا جَعَلْنَهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ②	بے شک ہم نے بنایا ہے اُسے ایک آزمائش ظالموں کے لئے۔
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي اَصْلِ الْجَحِيمِ ③	بے شک وہ ایسا درخت ہے جو اگتا ہے بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں۔
طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ④	اُس کا خوشہ گویا کہ وہ شیطانوں کے سر ہیں۔
فَاَتَاهُمْ لَاكُونٍ مِنْهَا	تو بے شک وہ کھانے والے ہیں اُس میں سے
فَبَالِغُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ⑤	پھر بھرنے والے ہیں اُس سے پیٹ۔
ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ⑥	پھر بلاشبہ اُن کے لیے اُس پر یقیناً آمیزش ہوگی کھولتے ہوئے پانی کی۔
ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا اِلٰى الْجَحِيمِ ⑦	پھر بلاشبہ اُن کی واپسی یقیناً اُسی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہوگی۔

یہ آیات اہل جہنم کے برے حال کی منظر کشی کر رہی ہیں۔ اُن بد نصیبوں کو زقوم کے درخت سے پھل کھانے پڑیں گے۔ یہ درخت جہنم کی گہرائیوں سے نکلے گا۔ کافروں کے لیے اس درخت کا ذکر ایک فتنہ بن چکا ہے۔ وہ حیران ہیں کہ آگ میں سے درخت کیسے نکل سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اُس درخت کا پھل شیطان کے سر یعنی کسی سانپ کے پھن کی طرح ہوگا۔ اہل جہنم مجبور ہوں گے کہ اُسے کھا کر اپنے پیٹ بھریں۔ پھر اُنہیں کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا۔ کھولتے ہوئے پانی سے

گھبرا کر بھاگیں گے تو دہکتی ہوئی آگ میں جاگریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۶۹ تا ۷۴

جہنم میں جانے کا سبب... گمراہ باپ دادا کی پیروی

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾	بے شک انہوں نے پایا اپنے باپ دادا کو گمراہ۔
فَهُمْ عَلٰۤی اٰثَرِهِمْ يَهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾	تو وہ انہی کے نقش قدم پر دوڑائے جا رہے ہیں۔
وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾	اور یقیناً گمراہ ہوئے اُن سے پہلے اگلے لوگوں میں سے اکثر۔
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾	اور یقیناً ہم نے بھیجے تھے اُن میں خبردار کرنے والے۔
فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾	تو دیکھو کیا انجام ہوا خبردار کیے جانے والوں کا۔
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جہنم میں جانے کا ایک سبب گمراہ باپ دادا کی پیروی ہے۔ بد نصیب جہنمیوں نے دنیا میں جان لیا تھا کہ ہمارے باپ دادا کے عقائد اور سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اللہ کے رسول اور نیک بندے انہیں حق کا راستہ دکھاتے رہے لیکن انہوں نے پھر بھی باپ دادا کی پیروی کو ترجیح دی۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ماضی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کا کتنا بُرا انجام ہو چکا ہے۔ پھر بھی انہوں نے حق کی پیروی سے انکار کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دنیا میں برباد ہوئے اور آخرت میں بھی عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی راہ کی سمجھ، اس پر چلنے کی توفیق اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۵ تا ۸۲

سیدنا نوحؑ کی عظمت

وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا	اور یقیناً پکارا ہمیں نوح نے
وَلَنِعْمَ الْمُجِيبُوْنَ ﴿۷۵﴾	تو یقیناً ہم کیا خوب دعائیں قبول کرنے والے ہیں۔
وَنَجَّيْنَاهُ وَاهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾	اور ہم نے بچالیا انہیں اور اُن کے گھر والوں کو ایک بڑی مصیبت سے۔
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ ﴿۷۷﴾	اور ہم نے بنادیا اُن کی اولاد کو ہی باقی رہنے والا۔
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلَّمَ عَلٰی نُوْحٍ فِي الْعَلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾	بے شک اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
اِنَّكَ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾	بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔
ثُمَّ اَخْرَجْنَا الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۲﴾	پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔

یہ آیات سیدنا نوحؑ کی عظمت اور بلند رتبہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ظالم قوم کے مقابلہ میں اُن کی فریاد سنی اور انہیں مع اہل ایمان محفوظ و سلامت رکھا۔ پھر بقیہ نسل انسانی اُن ہی کی اولاد سے آگے بڑھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انہیں "آدم ثانی" کا مقام عطا فرمایا۔ اُن کے حق میں تا قیام قیامت دعائے سلامتی اور تحسین کے کلمات لوگوں کی زبان پر جاری کر دیے۔ انہیں صاحب ایمان ہونے اور درجہ احسان پر فائز ہونے کی سند عطا کی۔ اُن کے دشمنوں کو اس طرح برباد کیا کہ وہ رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن گئے۔

آیات ۸۳ تا ۹۸

حق گوئی و بت شکنی... شیوہ ابراہیمی

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝۸۲	اور بے شک نوح کی جماعت میں سے تھے یقیناً ابراہیم بھی۔
إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝۸۳	جب وہ متوجہ ہوئے اپنے رب کی طرف شفاف دل کے ساتھ۔
إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ	جب انہوں نے کہا اپنے والد اور اپنی قوم سے
مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝۸۴	تم لوگ کن کی عبادت کرتے ہو۔
إِنِّي فُكَّا الْهَةِ دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ۝۸۵	کیا گھڑے ہوئے معبود ہیں اللہ کے سوا جنہیں تم چاہتے ہو۔
فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۸۶	تو کیا خیال ہے تمہارا تمام جہانوں کے رب کے بارے میں۔
فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝۸۷	پھر انہوں نے دیکھا ایک نگاہ میں ستاروں کو۔
فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝۸۸	تو کہا بے شک میں بیمار ہوں۔
فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝۸۹	پھر لوگ چلے گئے اُن کے پاس سے پیٹھ پھیر کر۔
فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهِتِهِمْ	تو آپ آئے خاموشی سے اُن کے معبودوں کی طرف
فَقَالَ لَا تَأْكُلُونَ ۝۹۰	پھر پوچھا کیا تم کھاتے نہیں ہو۔

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿٩٢﴾	تمہیں کیا ہے، تم بولتے نہیں ہو؟
فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾	پھر آپ ٹوٹ پڑے اُن پر مارتے ہوئے دائیں ہاتھ سے۔
فَاَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ ﴿٩٤﴾	تو لوگ آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے۔
قَالَ اتَّعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾	آپ نے فرمایا کیا تم عبادت کرتے ہو اُن کی جنہیں تم خود تراشتے ہو؟
وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ	حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے تمہیں
وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾	اور اُسے بھی جو تم کرتے ہو۔
قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا	لوگوں نے کہا بناؤ ان کے لیے ایک آتشکدہ
فَالْقُوَّةُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾	پھر پھینک دو انہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں۔
فَارَادُوا بِهِ كَيْدًا	سو لوگوں نے چاہی آپ کے خلاف ایک سازش
فَجَعَلْنَاهُمْ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾	تو ہم نے کر دیا انہی کو سب سے نیچا۔

سیدنا ابراہیمؑ ایک ایسے بت شکن جواں مرد تھے جنہوں نے اپنے باطن میں خواہشاتِ نفس کے بتوں کو توڑا اور خارج میں پتھر کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہ اپنے رب کی طرف ایک ایسے دل سے متوجہ ہوتے جو نفسانی خواہشات کی سیاہی اور برے اعمال کے زنگ سے پاک و شفاف تھا۔ پھر خارج میں بت شکنی کے مشن کا آغاز کیا۔ بت پرستوں کے سامنے حق گوئی و بے باکی کی مثال قائم کی۔ انہیں خود ساختہ معبودوں کی لاچارگی اور معبودِ حقیقی کی اعلیٰ شان کی طرف متوجہ کیا۔ جب بت پرست و غلط نصیحت سے اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو بت خانے میں جا کر بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ بت پرستوں نے جہالت کی انتہا کر دی اور سیدنا ابراہیمؑ کو دکھتی

ہوئی آگ میں جلا دینے کی سازش کی۔ معبود حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آگ کو گل و گلزار کر دیا اور حق کے دشمنوں کی سازش ناکام کر کے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔

آیات ۹۹ تا ۱۰۲

سکھائے کس نے اسمعیلؑ کو آدابِ فرزندگی؟

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي	کہا ابراہیمؑ نے بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں
سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾	وہ ضرور راستہ دکھائے گا مجھے۔
رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾	اے میرے رب! عطا فرما مجھے (اولاد) صالحین میں سے۔
فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾	تو ہم نے بشارت دی انہیں بردبار لڑکے کی۔
فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ	پھر جب وہ پہنچا ایسی عمر کو کہ آپ کے ساتھ بھاگ دوڑ کر سکے
قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي آرَىٰ فِي الْمَنَامِ	آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! بلاشبہ میں دیکھتا ہوں خواب میں
أَنِّي أَذْبَحُكَ	کہ میں ذبح کر رہا ہوں تمہیں
فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ	تو دیکھو تم کیا رائے رکھتے ہو؟
قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ	کہا بیٹے نے اے میرے والد! کر گزریے جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے

سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝۱۰

آپ پائیں گے مجھے اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں میں سے۔

سیدنا ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر شہید کرنے کی کوشش نے ثابت کر دیا کہ اب اُن کی قوم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ لہذا سیدنا ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہجرت کی اور مختلف مقامات پر جا کر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اسی محنت کے دوران جب بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل گئی، بڑھاپے نے قوتوں کو کمزور کر دیا تو دعا کی کہ اے میرے رب! اس پاکیزہ مشن کو جاری رکھنے کے لیے صالح اولاد کی نعمت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ دعا قبول فرمائی اور سیدنا اسمعیلؑ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ جب سیدنا اسمعیلؑ اس قابل ہوئے کہ بوڑھے باپ کے مشن میں ساتھ دے سکیں تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو تاریخ انسانی کے عظیم ترین امتحان سے گزارا۔ اُنہیں حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر دو (آپ کی دیگر اولاد بعد میں پیدا ہوئی)۔ اس سے قبل سیدنا ابراہیمؑ گھر، والدین، اپنی جان، اپنی قوم اور اپنے وطن کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے قربان کر چکے تھے۔ البتہ اب جو امتحان تھا وہ بلاشبہ انتہائی مشکل تھا۔ لیکن آفرین ہے سیدنا ابراہیمؑ پر کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دی اور بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ تحسین ہے سیدنا اسمعیلؑ کے لیے بھی کہ اُنہوں نے کم سنی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کو پوری رضا و رغبت سے قبول کر لیا

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسمعیل کو آدابِ فرزند کی؟

آیات ۱۰۳ تا ۱۱۱

تاریخ انسانی کی عظیم ترین قربانی

فَلَمَّا أَسْلَمَا	پس جب دونوں نے حکم مان لیا
وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝۱۰	اور آپ نے لٹا دیے بیٹے کو پیشانی کے بل۔

اور ہم نے پکارا انہیں کہ اے ابراہیم۔	وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا اِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٢﴾
واقعی تم نے تو سچ کر دکھایا خواب	قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا
بے شک اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔	اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾
بے شک یہی تو یقیناً کھلی آزمائش تھی۔	اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓءُ الْمُبِيْنُ ﴿١٠٤﴾
اور ہم نے فدیہ دیا اُس لڑکے کا ایک بڑی قربانی کے ساتھ۔	وَفَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٥﴾
اور ہم نے باقی رکھا اُن کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔	وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٦﴾
(یہ کہنا) کہ سلام ہو ابراہیم پر۔	سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٧﴾
اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔	كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٨﴾
بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔	اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٩﴾

آسمان اور زمین نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے ارمانوں سے مانگے ہوئے بیٹے کو محض اپنے رب کی خوشنودی پر قربان کر دینے کے لیے تیار ہو گیا ہے اور بیٹا بھی گلے پر چھری چلوانے کے لیے راضی ہو گیا۔ پھر سیدنا ابراہیمؑ نے سیدنا اسمعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ عین اُس وقت جب وہ اپنے فرزند کے گلے پر چھری پھیرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسمعیلؑ کا فدیہ، جنت سے ایک مینڈھا بھیج کر ادا فرمایا۔ سیدنا اسمعیلؑ کی جگہ وہ مینڈھا قربان ہوا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کی اس آزمائش کو تاریخ انسانی کی عظیم ترین آزمائش قرار دیا اور انعام کے طور پر اُن کا ذکر خیر قیامت تک جاری و ساری فرما دیا۔ اُس نے باپ اور بیٹے کی وفاداری اور جانثاری کے اس واقعہ کو ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی عبادت مقرر کر کے رہتی دنیا تک یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

اہمیت نسب کی نہیں کردار کی ہے

وَبَشِّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ	پھر ہم نے بشارت دی ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی
نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٢﴾	جو نبی ہوں گے صالحین میں سے۔
وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ	اور ہم نے برکت نازل کی اُن پر اور اسحاقؑ پر
وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ	اور اُن کی اولادوں میں کوئی نیک کرنے والا ہے
وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾	اور کوئی کھلا ظلم کرنے والا ہے اپنی جان پر۔

ان آیات میں سیدنا ابراہیمؑ کے لیے ایک اور بیٹے سیدنا اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت ہے۔ سیدنا اسحاقؑ بھی اپنے والد اور بڑے بھائی سیدنا اسمعیلؑ کی طرح انتہائی نیک اور پارہ سارے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب فرمایا۔ البتہ اُن کی اولادوں میں انتہائی نیک بھی تھے اور اپنی جانوں پر کھلا ظلم کرنے والے بھی۔ گویا نیک انسان کی اولاد ہونا، اولاد کے لیے فضیلت کی بنیاد نہیں بلکہ اصل اہمیت ذاتی کردار اور طرزِ عمل کی ہے

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو

پھر پسر قابلِ میراث پدر کیوں کر ہو

آیات ۱۱۲ تا ۱۲۲

سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ پر عنایاتِ ربّانی

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٤﴾	اور یقیناً ہم نے احسان فرمایا موسیٰؑ اور ہارونؑ پر۔
وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾	اور ہم نے بچا لیا اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو ایک بڑی مصیبت سے۔

وَنَصَرْنَهُمْ	اور ہم نے مدد کی
فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٧﴾	تو وہی ہوئے غالب۔
وَاتَيْنَهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿١١٨﴾	اور ہم نے دی اُن دونوں کو بڑی واضح کتاب۔
وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٩﴾	اور ہم نے رہنمائی کی اُن دونوں کی سیدھے راستے کی طرف۔
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٠﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلَّمَ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ ﴿١٢١﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو موسیٰ اور ہارونؑ پر۔
إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٢﴾	بے شک اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
إِنَّهُمْ مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٣﴾	بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

یہ آیات سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی درج ذیل عنایات کا ذکر کر رہی ہیں:

i- اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو آلِ فرعون کے شدید ظلم سے نجات دی۔

ii- اُن کی قوم کو سرخرو کیا اور قوم کے سامنے آلِ فرعون کو ہلاکت سے دوچار کیا۔

iii- اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ کو تورات جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔

iv- اُن دونوں کو سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائی۔

v- اُن دونوں کو صاحبِ ایمان اور درجہٴ احسان پر فائز ہونے کی سند دی۔

vi- رہتی دنیا تک اُن کے لیے تحسین و سلامتی کے کلمات کو جاری فرما دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۳۲
سیدنا الیاسؑ کا ذکرِ مبارک

اور بے شک الیاس یقیناً رسولوں میں سے تھے۔	وَإِنَّ الْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۲﴾
جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کیا تم پر ہیز گاری اختیار نہیں کرتے؟	إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۳﴾
کیا تم پکارتے ہو بلعل (نامی بت) کو	أَتَدْعُونَ بَعْلًا
اور چھوڑ دیتے ہو بہتر بنانے والے کو۔	وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۲۴﴾
اللہ کو جو تمہارا رب ہے	اللَّهُ رَبُّكُمْ
اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔	وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ﴿۱۲۵﴾
تو انہوں نے جھٹلادیا آپ کو	فَكَذَّبُوهُ
پھر بے شک وہ یقیناً پکڑ کر حاضر کیے جانے والے ہیں۔	فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۲۶﴾
سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔	إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۷﴾
اور ہم نے باقی رکھا ان کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔	وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۸﴾
(یہ کہنا) کہ سلام ہو الیاسؑ پر۔	سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۲۹﴾
بے شک اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔	إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۰﴾
بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔	إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۱﴾

ان آیات میں سیدنا الیاسؑ کی مدح و تحسین ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو رب حقیقی یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی دعوت دی اور ایک خود ساختہ معبود بعل نامی بت کی پرستش سے منع فرمایا۔ قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور ہلاکت سے دوچار ہوئی۔ سیدنا الیاسؑ سرخرو ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے محسن ہونے کا اعلان فرمایا اور تاقیام قیامت اُن کے لیے کلماتِ خیر کو لوگوں کی زبانوں پر جاری کر دیا۔

آیات ۱۳۳ تا ۱۳۸

سیدنا لوطؑ پر اللہ کا احسان

وَإِنَّ لُوطًا لِّمَنِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾	اور بے شک لوطؑ یقیناً رسولوں میں سے تھے۔
إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾	جب ہم نے بچا لیا انہیں اور اُن کے سب گھر والوں کو۔
إِلَّا عَجُوزًا	سوائے ایک بڑھیا کے
فِي الْغَدِيرِ ﴿١٣٥﴾	جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔
ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ﴿١٣٦﴾	پھر ہم نے ہلاک کر دیا دوسروں کو۔
وَأَنَّا لَمُنَازِلُكُمْ فَتَمَنَّوْنَا عَلَيْهِم مَّا صَبَّحِينَ ﴿١٣٧﴾	اور بے شک تم یقیناً اُن پر سے گزرتے ہو صبح کے وقت۔
وَبِالْبَلِيلِ	اور رات کو بھی
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔

سیدنا لوطؑ کی دعوت پر اُن کی قوم کا کوئی فرد بھی ایمان نہ لایا۔ یہاں تک کہ اُن کی بیوی بھی صدقِ دل سے ایمان لانے سے محروم رہی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا لوطؑ اور اُن کے اہل ایمان گھر والوں کو محفوظ رکھا اور اُن کی بیوی سمیت پوری قوم کو بدترین عذاب سے

دو چار کیا۔ اُن کی تمام بستیوں کو الٹ دیا۔ طویل عرصہ تک ان بستیوں کے کھنڈرات نشانِ عبرت بنے رہے۔ مشرکین مکہ شام کے سفر کے دوران ان کھنڈرات کو دیکھتے رہے لیکن افسوس کہ سبق حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آیات ۱۳۹ تا ۱۴۸

سیدنا یونسؑ کے لیے بخشش اور کرم

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۹﴾	اور بے شک یونسؑ رسولوں میں سے تھے۔
إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۴۰﴾	جب وہ بھاگ کر گئے بھری ہوئی کشتی کی طرف۔
فَسَاهَمَ	پھر وہ شریک ہوئے قرعہ اندازی میں
فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۱۴۱﴾	تو ہو گئے ہارنے والوں میں سے۔
فَالْتَقَبَهُ الْخُوتُ	پھر نگل لیا انہیں مچھلی نے
وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۱۴۲﴾	جبکہ وہ خود کو ملامت کر رہے تھے۔
وَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۴۳﴾	پھر اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ تھے تسبیح کرنے والوں میں سے۔
لَلْبَيْتِ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴۴﴾	تو رہتے اُس کے پیٹ میں اُس دن تک جس میں لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿۱۴۵﴾	پھر ہم نے ڈال دیا انہیں ایک کھلے میدان میں جبکہ وہ بیمار تھے۔
وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ﴿۱۴۶﴾	اور ہم نے اگائی اُن پر ایک بیل کدو کی۔
وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿۱۴۷﴾	اور پھر ہم نے بھیجا انہیں ایک لاکھ کی طرف یا وہ زیادہ

ہو رہے تھے۔	
پس وہ ایمان لے آئے	فَاٰمَنُوْا
تو ہم نے سامانِ عیش دیا انہیں ایک وقت تک۔	فَمَتَّعْنَهُمْ اِلٰی حِيْنٍ ۝۱۳۸

سیدنا یونسؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ اُس نے انہیں ایک امتحان سے گزارا اور وہ سمندری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رکھا۔ وہ اپنی کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہے اور اُس کی تسبیح بیان کرتے رہے۔ اُس نے اُن کی فریاد سنی اور مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں خشکی پر اُگل دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بیل اُن کے قریب اگادی جس نے اُن کے زخمی جسم کو کیڑوں سے محفوظ کر دیا اور بیل پر لگنے والے پھل نے اُن کے لیے دوا کا کام کیا۔ پھر اُن کی قوم گناہوں سے تائب ہو کر انہیں ڈھونڈتی ہوئی اُن تک پہنچی اور اُن کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لے آئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اُس قوم کو ایک مدت تک اپنی نعمتوں اور برکتوں کا انعام عطا فرمایا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۷

مشرکین مکہ کا جھوٹا عقیدہ

تو اے نبیؐ پوچھیے ان سے کیا آپ کے رب کے لئے تو ہوں بیٹیاں	فَاَسْتَفْتِيْهِمُ الرِّبَّكَ الْبَنَاتُ
اور اُن کے لئے ہوں بیٹے؟	وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝۱۴۹
یا ہم نے پیدا کیا فرشتوں کو مونث	اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا
جبکہ وہ حاضر تھے۔	وَهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝۱۵۰
سن لو! بے شک وہ اپنے جھوٹ ہی سے یقیناً کہتے ہیں۔	اَلَا اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهَمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝۱۵۱

وَلَدَ اللَّهُ	اور صاحب اولاد ہوا ہے اللہ!
وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۵۶﴾	اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ﴿۱۵۷﴾	کیا ترجیح دی اللہ نے بیٹیوں کو بیٹوں پر؟
مَا لَكُمْ	کیا ہے تمہیں
كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۸﴾	کیسا فیصلہ کر رہے ہو تم؟
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۹﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ﴿۱۶۰﴾	کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔
فَاتُّوا بِكِبٰبِكُمْ	تو لاؤ اپنی کتاب
إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۶۱﴾	اگر تم سچے ہو۔

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ حیرت ہے کہ اپنے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اُسے باعث شرم سمجھتے اور زندہ دفن کرنے کا جرم کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیاں منسوب کر دیں۔ اُن کا یہ عقیدہ سفید جھوٹ ہے جس کے لیے اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ بلاشبہ اس قسم کے گمراہ کن تصورات رکھنا بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔

آیات ۱۵۸ تا ۱۶۳

جنات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا	اور اُنہوں نے بنادی اللہ اور جنات کے درمیان رشتہ داری
---	---

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾	حالانکہ یقیناً جان چکے ہیں جنات کہ بے شک وہ ضرور پکڑ کر حاضری کے جانے والے ہیں۔
سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾	پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۰﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔
فَاتَّكُمُ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۱﴾	پس بلاشبہ تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔
مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِينَ ﴿۱۶۲﴾	نہیں ہو تم اللہ کے خلاف بہکانے والے۔
إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿۱۶۳﴾	مگر اُسی کو جو بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ فرشتوں کی مائیں کون ہیں تو سرداران جنات کی لڑکیوں کو فرشتوں کی ماں قرار دیتے۔ گویا سرداران جنات کو اللہ تعالیٰ کا سرسرقار دینے کی گستاخی کرتے۔ حالانکہ جنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اُس کے سامنے عاجز و لاچار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اِن تمام غلط تصورات سے جو مشرکین نے قائم کر رکھے ہیں۔ مشرکین اور اُن کے خود ساختہ معبود کمزور اور بے اختیار ہیں۔ وہ کسی ایک انسان کو بھی گمراہ نہیں کر سکتے۔ گمراہ وہی ہوتے ہیں جو خود ہی خواہشاتِ نفس کی پیروی کر کے دنیا کی عارضی و فانی لذتوں کے طلب گار بنتے ہیں۔

آیات ۱۶۲ تا ۱۶۶

فرشتوں کا اصل مقام

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿۱۶۴﴾	اور (کہتے ہیں فرشتے) نہیں ہے ہم میں سے کوئی مگر اُس کے لیے ایک متعین مقام ہے۔
وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿۱۶۵﴾	اور بے شک ہم یقیناً صف باندھنے والے ہیں۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾

اور بے شک ہم یقیناً تسبیح کرنے والے ہیں۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں بلکہ اُس کی فرمانبردار مخلوق ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک کے لیے طے شدہ مقام ہے اور وہ اُس سے آگے نہیں جاسکتا۔ وہ ہر وقت بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے رہتے ہیں، اُس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ہر وقت اُس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۰

مشرکین مکہ کے لیے وعید

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾	اور بے شک وہ (کافر) یقیناً کہا کرتے تھے۔
لَوْ أَنَّنَا ذُكِّرْنَا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾	اگر واقعی ہمارے پاس ہوتی کوئی نصیحت پہلے لوگوں کی۔
لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْخَاصِينَ ﴿١٦٩﴾	تو یقیناً ہم ہوتے اللہ کے چنے ہوئے بندوں میں سے۔
فَكْفَرُوا بِهِ	تو انہوں نے انکار کیا اس (قرآن) کا
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾	سو وہ جلد ہی جان لیں گے۔

مشرکین مکہ، نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے پہلے دعویٰ کرتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی رسول بھیجے گا اور کوئی کتاب نازل کی گئی تو ہم ماضی کی قوموں کی طرح حق کا انکار نہیں کریں گے بلکہ حق کا ساتھ دے کر اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بن جائیں گے۔ اب جبکہ اُن کی طرف رسول اللہ ﷺ حق لے کر آگئے ہیں تو وہ آپ ﷺ کی رسالت اور تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں۔ عنقریب وہ اس روش کے برے انجام کو دیکھ لیں گے۔ خیر اسی میں ہے کہ وہ اپنی مجرمانہ روش سے باز آجائیں۔

آیات ۱۷۱ تا ۱۷۳

اللہ کے رسول ہی غالب رہیں گے

اور یقیناً پہلے طے ہو چکی ہماری بات ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے۔	وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾
بے شک وہ یقیناً وہی ہیں جن کی مدد کی جائے گی۔	إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٤٢﴾
اور بے شک ہمارا لشکر یقیناً وہی غالب آنے والے ہیں۔	وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٤٣﴾

ان آیات میں رسولوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا بیان ہے۔ جس نبی کو اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کے لیے کسی معین قوم کی طرف بھیجا وہ نبی، رسول قرار پائے۔ رسول کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا دستور یہ تھا کہ وہ ہمیشہ قوم کے مقابلہ میں غالب رہیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے بن کر قوم کے سامنے جاتے تھے اور اللہ کا نمائندہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے پوری پوری قوموں کو ہلاک کر دیا لیکن رسول اور اُن پر ایمان لانے والے ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۹

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

پس اے نبی! آپؐ رخ پھیر لیجئے ان (کافروں) سے ایک وقت تک کے لیے۔	فَقَوْلَ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾
اور دیکھتے رہیے انہیں	وَابْصُرْهُمْ
پھر وہ بھی جلد دیکھ لیں گے۔	فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾
تو کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔	أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾
پھر جب وہ نازل ہو گا ان کے میدان میں	فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ
تو بری صبح ہو گی اُن کی جنہیں خبردار کر دیا گیا ہے۔	فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾

اور رخ پھیر لیجئے ان سے ایک وقت تک کے لیے۔	وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۴۸
اور دیکھتے رہیے	وَأَبْصُرُ
پھر وہ بھی جلد دیکھ لیں گے۔	فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝۴۹

ان آیات میں حق کا انکار کرنے والوں اور اُس پر بے بنیاد اعتراضات کرنے والوں کو برے وقت سے خبردار کیا جا رہا ہے۔ وہ وقت کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت اچانک اُنہیں آگھیرے گی۔ اُس وقت وہ لرزتے ہوئے اقرار کریں گے کہ ہم نے حق قبول کر لیا۔ لیکن اُس وقت حق کی قبولیت اور اُس کا ساتھ دینے کا وقت گزر چکا ہو گا۔ پھر اُنہیں اُن نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا جو نفس انسانی کو مرغوب ہیں۔ اُن کا انجام وہی ہو گا جو اُن مجرموں کا ہوا جو ماضی میں گزرے ہیں۔ افسوس کہ یہ بدنصیب ان حقائق کے بارے میں بڑے گہرے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

اللہ تعالیٰ کے لیے تسبیح اور رسولوں کے لیے درود و سلام

پاک ہے اے نبی! آپ کا رب یعنی عزت والا رب ہے اُن باتوں سے جو کافر بیان کر رہے ہیں۔	سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝۱۸۰
اور سلام ہے رسولوں پر۔	وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝۱۸۱
اور کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔	وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۸۲

یہ تین آیات ایک حسین ایمانی کیفیت اور چاشنی لیے ہوئے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کا بیان بھی ہے اور تمام رسولوں کے لیے سلامتی کا ذکر بھی۔ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام باطل تصورات سے پاک ہے جو مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کر رکھے ہیں۔ ان تصورات کے برعکس اللہ تعالیٰ انتہائی بلند شان کا حامل ہے اور تمام جہانوں کا وہ رب حقیقی ہے کہ کل شکر اور ثناء

صرف اور صرف اُسی کے لیے ہے۔ پھر سلامتی اور رحمت اُن ہستیوں کے لیے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور اپنا رسول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

سورہ ص

تزکیہ نفس کے لیے مؤثر یاد دہانی

اس سورہ مبارکہ کی آیات ۱، ۳۹ اور ۸۷ میں قرآن کریم کی اس شان کو بیان کیا گیا کہ یہ تمام جہانوں کے لیے یاد دہانی ہے۔ یہ سورہ مبارکہ اس یاد دہانی کی ایک واضح نظیر ہے۔ اس کے مضامین ایمان کی تقویت اور اعمال کی اصلاح کے لیے انتہائی مؤثر ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۶ نفس پرستوں کے لیے وعید
 - آیات ۱۷ تا ۳۸ واقعاتِ انبیاء... اصلاح نفس کی عملی مثالیں
 - آیات ۳۹ تا ۷۰ آخرت میں ثواب اور عذاب
 - آیات ۷۱ تا ۸۸ قصہ آدمؑ و ابلیس
- آیات ۱ تا ۷

مشرکین مکہ کا گستاخانہ طرزِ عمل

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ①	ص۔ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ②	بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے غرور اور ضد میں ہیں۔
كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ	ہم نے ہلاک کیا ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو
فَنَادَوْا	پھر وہ لگے پکارنے

وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ①	اور نہ رہا تھا اب بچ نکلنے کا وقت۔
وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ	اور اُنہوں نے تعجب کیا کہ آئے اُن کے پاس ایک خبر دار کرنے والے اُنہی میں سے
وَقَالَ الْكُفْرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ ②	اور کہا کافروں نے (گستاخی کرتے ہوئے) یہ جادو گر ہیں، بہت بڑے جھوٹے ہیں۔
أَجْعَلِ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا	کیا اُنہوں نے کر دیا سب معبودوں کو ایک ہی معبود؟
إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ③	بلاشبہ یہ یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔
وَأَنْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ	اور چل دیے سردار اُن میں سے
أَنْ أَمْشُوا وَأَصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ	(یہ کہتے ہوئے) چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر
إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ④	بے شک یہ یقیناً ایسی چیز ہے جس سے کچھ اور ہی چاہا جا رہا ہے۔
مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ	ہم نے نہیں سنی یہ بات آخری مذہب (عیسائیت) میں
إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ ⑤	یہ نہیں ہے مگر گھڑی ہوئی بات۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآن کریم تو ایک مؤثر یاد دہانی ہے۔ البتہ مشرکین مکہ اس سے ہدایت حاصل نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ نفس پرستی کی آخری انتہا پر ہیں۔ اس کا مظہر اُن کا تکبر اور ضد ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی بشریت کو اُن کی رسالت کی نفی قرار دے کر اُن پر جادو گر اور جھوٹا ہونے کا بہتان لگا رہے ہیں۔ خدائے واحد کے تصور پر شکوک و شبہات ظاہر کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ

کی نیت اور ارادوں پر بدگمانی کر رہے ہیں۔ اگر وہ باز نہ آئے تو سابقہ سرکش قوموں کی طرح تباہ کر دیے جائیں گے۔ سرکش قومیں تباہی سامنے دیکھ کر توبہ کرتی رہیں لیکن اُس وقت کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

آیات ۸ تا ۱۰

مشرکین مکہ کے گستاخانہ طرزِ عمل کی وجہ

کیا نازل کی گئی ہے انہی پر نصیحت ہمارے درمیان	ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا
بلکہ وہ شک میں ہیں میری نصیحت کے بارے میں	بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي
بلکہ ابھی تک انہوں نے نہیں چکھا میرا عذاب۔	بَلْ لَّهَا يَذُوقُوا عَذَابٌ ۝۸
کیا اُن کے پاس ہیں اے نبی! آپ کے اُس رب کی رحمت کے خزانے جو زبردست ہے، بہت عطا فرمانے والا۔	اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝۹
کیا اُن کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین اور اُس کی جو ان دونوں کے درمیان ہے	اَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
تو انہیں چاہئے کہ چڑھ جائیں اوپر سیڑھیوں میں (آسمان کی طرف)۔	فَلْيَرْتَقُوا فِي الْاَسْبَابِ ۝۱۰

مشرکین مکہ کے سردار نبی اکرم ﷺ کی یتیمی اور کمزور معاشی حالت کا مذاق اڑاتے اور اس کی بنیاد پر آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا انکار کرتے تھے۔ اس گستاخی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میری رحمت کے خزانے اور آسمان و زمین کی بادشاہت ان مشرکین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ نبوت و رسالت پر کس نے فائز ہونا ہے؟ اگر اُن کے بس میں ہے تو

آسمان پر چڑھ کر وحی کی آمد کو روک دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی گستاخیوں کا وبال نہیں چکھا۔ اگر اس وبال کا انہیں اندازہ ہو جائے تو پھر وہ اپنے تکبر اور گستاخیوں کو بھول جائیں گے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

گستاخانِ رسول ﷺ کے لیے وعیدِ شدید

یہ (مشرکین مکہ کا) ایک لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دی جائے گی (رسولوں کے دشمن) لشکروں میں سے۔	جُنْدُ مَا هَذَا لَكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝۱۱
جھٹلایا ان سے پہلے قومِ نوح نے	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
اور قومِ عاد نے	وَعَادُ
اور میخوں والے فرعون نے۔	وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝۱۲
اور قومِ ثمود نے	وَتَمُودُ
اور قومِ لوط نے	وَقَوْمُ لُوطٍ
اور جنگل والوں نے	وَأَصْحَابُ لُيْكَةَ
یہ ہیں وہ لشکر (رسولوں کے دشمن)۔	أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ ۝۱۳
نہیں تھے یہ سب مگر ہر ایک نے جھٹلایا رسولوں کو تو واقع ہو گیا میرا عذاب۔	إِنْ كُلُّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابُ ۝۱۴
اور انتظار نہیں کر رہے یہ لوگ مگر ایک ہی چیخ کا	وَمَا يَنْظُرُ هَؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ⑤	نہیں ہوگا جس میں کوئی وقفہ۔
وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطْنَآ	اور اُنہوں نے کہا اے ہمارے رب! جلدی دے دے ہمیں ہمارا حصہ (عذاب کا)
قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ⑥	حساب کا دن آنے سے پہلے۔

یہ آیات مشرکین مکہ کو خبردار کر رہی ہیں کہ اگر وہ اپنے تکبر، ضد اور گستاخانہ طرزِ عمل سے باز نہ آئے تو اُن کا ویسا ہی انجام ہوگا جیسا قومِ نوح، قومِ عاد، آلِ فرعون، قومِ ثمود، قومِ لوط اور جنگل والی قوم کا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر ایسی آفت بھیجے گا جو اُن کی مکمل بربادی تک مسلسل جاری رہے گی۔ افسوس ہے مشرکین کی روش پر کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید کو بھی مذاق سمجھا اور اکڑ کر کہنے لگے کہ ہم قیامت کا انتظار نہیں کر سکتے، ہمارا حساب پہلے ہی چکا دیا جائے۔

آیات ۲۰ تا ۲۷

اللہ تعالیٰ کا فضل سیدنا داؤد پر

إِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ	اے نبی! صبر کیجئے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں
وَإِذْ كُرَّ عِبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْإِلَیِّ	اور یاد کیجئے ہمارے بندے داؤد کو جو قوت والے تھے
إِنَّهُ أَوَّابٌ ⑦	بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔
إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ	بے شک ہم نے مسخر کر دیا تھا پہاڑوں کو اُن کے ساتھ
يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ ⑧ وَالْإِشْرَاقِ ⑨	وہ تسبیح کرتے تھے شام اور صبح۔
وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً	اور (تسبیح کے وقت) جمع کیے گئے پرندوں کو بھی (مسخر کر دیا گیا تھا)

وہ سب کے سب اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔	كُلُّ لَهٗ اَوَابٌ ۝۱۹
اور ہم نے مستحکم کی اُن کی حکومت	وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ
اور ہم نے دی اُن کو حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت۔	وَاتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخُطَابَ ۝۲۰

حضرت داؤدؑ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں باعزت مقام اور شان و شوکت دی۔ اُن کے حمد باری تعالیٰ کے ترانے اتنے مؤثر اور دل پذیر تھے کہ پہاڑ بھی وجد میں آجاتے اور اڑتے ہوئے پرندے بھی اُن کے ساتھ شریک حمد ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک مستحکم بادشاہت عطا کی، حکمت و دانائی کی خیر کثیر سے نوازا اور واضح، عام فہم اور دو ٹوک گفتگو کرنے کا عمدہ سلیقہ سکھایا۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھنے اور اُس کے احکامات کے سامنے سر جھکا دینے والوں کا انعام واقعی نہایت شاندار ہوتا ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

ایک سبق آموز واقعہ

اور اے نبیؐ! کیا آئی ہے آپؐ کے پاس خبر جھگڑنے والوں کی	وَهَلْ اَتٰنَكَ نَبُوۡا الْخَصْمِ
جب وہ داخل ہوئے دیوار پھاند کر عبادت گاہ میں۔	اِذْ تَسُوْرُو الْبِحْرَابَ ۝۲۱
جب وہ حاضر ہوئے داؤدؑ کے سامنے تو داؤدؑ کھبرا گئے اُن سے	اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ
اُنہوں نے کہامت ڈریے	قَالُوْا لَا تَخَفْ

ہم دو گروہ ہیں جھگڑنے والے، ہم میں سے ایک نے زیادتی کی ہے دوسرے پر	خَصْمِیْنَ بَغِیَ بَعْضًا عَلٰی بَعْضٍ
فیصلہ کیجئے ہمارے درمیان حق کے ساتھ	فَاَحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ
اور تاخیر نہ کیجئے	وَلَا تَشْطِطْ
اور رہنمائی کیجئے ہماری سیدھے راستے کی طرف۔	وَاِهْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۱﴾
بے شک یہ میرا بھائی ہے	اِنَّ هٰذَا اَخِیْ
اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں	لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْجَةً
اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے	وَلِیْ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ
تو وہ کہتا ہے میرے حوالے کر دے اُسے بھی	فَقَالَ اَلْفُیْنِیْہَا
اور وہ سختی کرتا ہے مجھ سے گفتگو میں۔	وَعَزَّیْنِیْ فِی الْخُطَابِ ﴿۲۲﴾
فرمایا داؤد نے یقیناً اُس نے ظلم کیا ہے تم پر	قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
مانگ کر تمہاری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کے لیے	سُؤَالَ نَعَجَتِكَ اِلٰی نَعَاجِہٖ
اور بے شک بہت سے شریک یقیناً زیادتی کرتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں پر	وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخٰطِاِءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ
سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے	اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور کم ہی ہوتے ہیں ایسے لوگ	وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ

اور خیال کیا داؤدؑ نے کہ بے شک ہم نے آزمایا ہے انہیں	وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ
پس انہوں نے بخشش مانگی اپنے رب سے	فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ
اور وہ گر پڑے رکوع کرتے ہوئے	وَخَرَّ رَاكِعًا
اور انہوں نے رجوع کیا اللہ کی طرف۔	وَأَنَابَ ۝۲۳
تو ہم نے بخش دیا انہیں اُس پر	فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ
اور بے شک اُن کے لیے ہمارے پاس یقیناً بڑا مرتبہ اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔	وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝۲۴

ان آیات میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ مفسرین نے اس واقعہ کے مختلف پس منظر بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ سیدنا داؤدؑ نے اپنی سرگرمیوں کے لیے دن مخصوص کر لیے تھے۔ ایک روز دربار میں بیٹھ کر امورِ مملکت چلاتے اور لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتے۔ ایک روز بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے مخصوص تھا۔ ایک روز اپنے ذاتی کام نمٹاتے اور ایک روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محو عبادت رہتے۔ ایک ایسے دن جب کہ وہ محو عبادت تھے اُن کے حجرے میں اچانک دو گروہ دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنا باہمی تنازع بیان کیا اور درخواست کی کہ فوری فیصلہ کر دیں ورنہ معاملہ کہیں خون خرابہ تک نہ پہنچ جائے۔ سیدنا داؤدؑ نے فیصلہ تو فرما دیا لیکن انہیں محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے ذریعہ انہیں ایک کوتاہی کا احساس دلایا ہے۔ وہ منصب خلافت پر ہیں اور انہیں ہر وقت تنازعات کا عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ فیصلہ میں تاخیر کسی فساد کا سبب بن جائے۔ انہوں نے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی اور اُس نے انہیں بخشش کی بشارت بھی دی اور اپنی بارگاہ میں بلند رتبہ اور فضیلت کی خوشخبری بھی سنائی۔

آیت ۲۶

عدل قائم کرنے کی اہمیت

اے داؤد! بے شک ہم نے بنایا ہے آپ کو خلیفہ زمین میں	يٰۤاٰدُۡرَاۡنَا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ
سو آپ فیصلہ کیجئے لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ	فَاَحْكُمۡ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ
اور پیروی نہ کیجئے خواہشات کی	وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی
ورنہ وہ ہٹا دیں گی آپ کو اللہ کی راہ سے	فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بے شک جو لوگ بھٹک جاتے ہیں اللہ کی راہ سے	اِنَّ الَّذِیۡنَ یُضِلُّوۡنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اُن کے لیے شدید عذاب ہے	لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ
اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا حساب کے دن کو۔	بِمَا نَسُوۡا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۳﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤدؑ کو آگاہ کیا کہ انہیں خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔ اُن کے لیے ایک اہم عبادت اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کریں۔ حق کے مقابلہ میں خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کریں۔ شریعت اور حق کو پس پشت ڈال کر خواہشاتِ نفس کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو حساب کے دن کو بھلا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے۔ اس لیے کہ یہ چیز اقامتِ حق کی بنیاد ہے کہ حاکم اور قاضی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی فکر ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ خواہشِ نفس کی پیروی کرے گا۔ اب اچھے سے اچھا قانون ہونے کے باوجود نفس کی شرارت اپنا راستہ بنالے گی اور اس کی موجودگی میں کوئی بہتر سے بہتر قانون بھی حق اور عدل قائم نہیں کر سکتا۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

نیکی کرنے والے اور برائی کرنے والے برابر نہیں

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ	اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان کو
وَالْأَرْضَ	اور زمین کو
وَمَا بَيَّنَّهُمَا بَاطِلًا	اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے مقصد
ذَلِكَ ظُلُمٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا	یہ گمان ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے کفر کیا
فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِّنَ النَّارِ ۖ	پھر ہلاکت ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا آگ کے (عذاب) سے۔
أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا	کیا ہم بنادیں گے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ	اُن جیسا جو فساد کرتے ہیں زمین میں؟
أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۖ	کیا ہم بنادیں گے پرہیزگاروں کو نافرمانوں جیسا؟

کافر سمجھتے ہیں کہ آسمان و زمین کی تخلیق بے مقصد ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہی ہے۔ انسانوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اُس کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ اب اُس کی فرمانبرداری کرنے والے اور اُس کے نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ اُس کی شانِ غفاری و رحیمی کو سہارا بنا کر نافرمانی کی روش جاری رکھنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے لیکن وہ قہار و جبار و منتقم بھی ہے۔ نیک لوگوں کے لیے اُس کی شانِ غفاری و رحیمی ہے اور نافرمانوں کے لیے وہ قہار و جبار اور شدید عذاب دینے والا ہے۔ یہ حقیقت جتنی زیادہ افراد کے دلوں میں اترے گی اتنی ہی اُن کی اصلاح ہوگی اور اسی سے معاشرہ کا بگاڑ ختم ہوگا۔

آیت ۲۹

قرآن حکیم پر غور و فکر کے دو درجے... تذکر و تدبر

کِتَابٌ	یہ کتاب ہے
أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ	اے نبی! ہم نے نازل کیا ہے اسے آپ کی طرف
مُبَارَكٌ	بڑی بابرکت ہے
لِيَذَّبَ بَرُّوْا	تاکہ وہ غور و فکر کریں اس کی آیات پر
اِيْتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرْ اُولُو الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾	اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل مند۔

اس آیت میں قرآن حکیم کو ایک بابرکت کتاب قرار دیا گیا۔ وہ کتاب جس پر غور و فکر سے انسانوں کو برکات حاصل ہوتی ہیں۔ حکم دیا گیا کہ اس مبارک کتاب کی آیات پر غور و فکر کرو۔ البتہ غور و فکر کے دو درجے ہیں۔ ایک ہے تذکر اور دوسرا ہے تدبر۔ کسی مقام پر سرسری غور و فکر کر کے اُس کے پیغام کو سمجھ لینا تذکر ہے۔ البتہ کسی مقام پر گہرا غور و فکر کرنا اور اُس میں پوشیدہ علم و حکمت کے نکات کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کرنا تدبر ہے۔ عمل کی اصلاح کے لیے تذکر مفید ہے اور قرآن کی عظمت پر گہرا یقین حاصل کرنے اور اس کتاب کے ذریعہ مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے تدبر ضروری ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

سیدنا سلیمانؑ کی مدح و تحسین

وَوَهَبْنَا لِذَاوُدَ سُلَيْمٰنَ	اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمانؑ
نِعَمَ الْعَبْدِ	کیا خوب بندے تھے

بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔	إِنَّهُ آوَابٌ ۝۲۱
جب پیش کیے گئے کہ اُن کے سامنے شام کے وقت تیز رفتار عمدہ گھوڑے۔	إِذْ عَرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصُّفُنُ الْجَبَادُ ۝۲۲
تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے محبوب رکھا اس مال کی محبت کو اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے	فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي
یہاں تک کہ چھپ گئے گھوڑے اوٹ میں۔	حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۲۳
(حکم دیا) واپس لاؤ انہیں میرے پاس	رُدُّوْهَا عَلَيَّ
تو لگے ہاتھ پھیرنے پنڈلیوں اور گردنوں پر۔	فَطَفِقَ مَسْحًا بِالْسُوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝۲۴

سیدنا سلیمانؑ، سیدنا داؤدؑ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے خوب بندے تھے کہ اپنے والد کی طرح ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی راہ میں جہاد کا خصوصی جذبہ عطا کیا تھا۔ اُن کے سامنے جنگوں میں استعمال ہونے والے گھوڑے لائے جاتے تو انہیں خوب پیار کرتے اور شفقت سے اُن کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اپنے ان جذبات کا اظہار کرتے کہ وہ ان گھوڑوں سے پیار محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتے ہیں۔ انہیں ہر اُس شے سے محبت ہے جو اُس کی راہ میں جہاد کے لیے کام آتی ہے۔

آیات ۳۴ تا ۴۰

سیدنا سلیمانؑ کے لیے اللہ کی عطاء بے بہا

اور یقیناً ہم نے آزمایا سلیمان کو	وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ
اور ہم نے ڈال دیا اُن کی کرسی پر ایک جسم	وَالْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا

ثُمَّ أَنَابَ ۝۳۳	پھر اُنہوں نے رجوع کیا۔
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي	عرض کیا اے میرے رب! بخش دے مجھے
وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَبْغِي رَحِيًّا مِّنْ بَعْدِي	اور عطا فرما مجھے ایسی بادشاہت جو میسر نہ ہو کسی کو میرے بعد
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۳۵	بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ	تو ہم نے تابع کر دیا اُن کے لئے ہوا کو
تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُحَاءً	جو چلتی تھی اُن کے حکم پر نرمی سے
حَيْثُ أَصَابَ ۝۳۶	(اُس طرف) جہاں وہ پہنچنا چاہتے
وَالشَّيْطَانِ	اور شیطانوں کو (بھی تابع کر دیا)
كُلَّ بَنَاءٍ وَغَوَاصٍ ۝۳۷	جو ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور تھے۔
وَأَخْرَيْنَ مُقَرَّنَيْنِ فِي الْأَصْفَادِ ۝۳۸	اور کچھ دوسروں کو بھی جو جکڑے ہوئے تھے زنجیروں میں۔
هَذَا عَطَاؤُنَا	(اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے
فَأَمْنٌ	سوا احسان کرو (کسی کو دے کر)
أَوْ أَمْسِكَ	یارو کے رکھو (اپنے پاس)
بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۹	کچھ حساب نہ لیا جائے گا۔
وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝۴۰	اور بے شک اُن کے لیے ہمارے پاس یقیناً بڑا مرتبہ

اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔

ان آیات کے پس منظر میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک رائے یہ ہے کہ سیدنا سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میرے بعد خلافت کا منصب میری اولاد کو عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظاہر فرمادیا کہ اُن کی اولاد اس منصب کی اہل نہیں ہے۔ سیدنا سلیمانؑ نے اولاد کے حوالے سے اپنی خواہش سے رجوع کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایسی بادشاہت عطا فرما دے جیسی کسی اور کو نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ سیدنا سلیمانؑ کو ہوا پر اختیار دے دیا گیا۔ وہ اُن کے حکم کے تابع تھی۔ جس رُخ پر چاہتے اور جس رفتار سے چاہتے اُسے چلنے کا حکم دیتے۔ انتہائی طاقتور جنات اُن کے قابو میں تھے جن سے بڑی بڑی تعمیرات کراتے اور سمندروں سے موتی اور خزانے برآمد کراتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ! یہ آپ کے لیے ہماری عطاء ہے بے بہا ہے جس کا کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ جس طرح آپ چاہیں اس سے استفادہ کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیدنا سلیمانؑ کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند تھا۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

سیدنا ایوبؑ کی آزمائش کا خاتمہ

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ	اور اے نبی! یاد کیجئے ہمارے بندے ایوب کو
اِذْ نَادَى رَبَّهُ اِنِّیْ مُسْنِنٌ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ۝۴۱	جب اُنہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھے پہنچائی ہے شیطان نے تکلیف اور اذیت۔
اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ	(حکم دیا ہم نے) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو
هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَ شَرَابٌ ۝۴۲	یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے بھی۔
وَوَهَبْنَا لَهٗ اٰهْلَهٗ	اور ہم نے دیے اُن کے گھر والے

اور اُن کے برابر اور بھی اُن کے ساتھ	وَمَثَلُهُمْ مَّعَهُمْ
یہ رحمت ہے ہماری طرف سے	رَحْمَةً مِنَّا
اور نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔	وَذِكْرَى لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۳۳﴾
اور لو اپنے ہاتھ میں ایک تنکوں کا جھاڑو	وَاخْذُ بِيَدِكَ ضِغْتًا
پھر مارو اس سے اور نہ توڑو قسم	فَاَصْرَبُ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ
بے شک ہم نے پایا انہیں صبر کرنے والا	إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا
کیا خوب بندے تھے	نِعْمَ الْعَبْدُ
بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔	إِنَّهُ أَقَابٌ ﴿۳۴﴾

سیدنا یوب کو اللہ تعالیٰ نے شدید آزمائش کے ذریعہ جانچا۔ اُن کا پورا خاندان سوائے بیوی کے ختم ہو گیا۔ پھر انہیں ایسی جلدی بیماری لگی کہ شدید تکلیف کے باعث کہیں آنے جانے سے بھی معذور ہو گئے۔ انہوں نے ان آزمائشوں پر صبر و رضا کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اللہ تعالیٰ سے آزمائش کے خاتمہ کی دعا کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا سن لی۔ اُن کے قدموں کی ضرب سے پانی کا ایک چشمہ جاری فرمایا جس کے پینے اور اُس سے غسل کرنے میں اُن کے لیے شفا تھی۔ انہیں سابقہ اولاد کے اعتبار سے دو گنا اولاد عطا کی گئی۔ وہ بیماری کے عالم میں ایک موقع پر بیوی سے ناراض ہو کر قسم کھا بیٹھے کہ میں تمہیں ایک سو بیداروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک سو بیدوں کو جوڑ کر ایک گٹھنا بنا لو اور ایک ہی بار مار کر اپنی قسم کو پورا کر لو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کیا خوب بندے تھے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی بھرپور قدر افزائی فرمائی اور اُن پر عنایات کی فراوانی کر دی۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

انبیاء کرام کا ذکر مبارک

اور اے نبی! یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو	وَ اذْکُرْ عَبْدَنَا اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ
جو قوت اور بصیرت والے تھے۔	اُولٰی الْاٰیٰتِیْ وَ الْاَبْصٰرِ ﴿۲۵﴾
بے شک ہم نے انہیں چن لیا تھا ایک خاص بات کے لیے	اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ
یعنی آخرت کے گھر کی یاد کے لیے۔	ذِکْرِی الدَّارِ ﴿۲۶﴾
اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک یقیناً چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔	وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفٰیْنَ الْاٰخِیَارِ ﴿۲۷﴾
اور یاد کیجئے اسمعیلؑ اور یسعؑ اور ذوالکفلؑ کو	وَ اذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْکِفْلِ
وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔	وَ کُلٌّ مِّنَ الْاٰخِیَارِ ﴿۲۸﴾

ان آیات میں چھ انبیاء کرام کا ذکر مبارک وارد ہوا۔ ان میں سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا یسعؑ اور سیدنا ذوالکفلؑ شامل ہیں۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے نیک بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ باطنی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ ان کی نگاہ اشیاء کی حقیقت کی طرف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان سب کا مقصد حیات اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی فوز و فلاح کا حصول تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پاکباز ہستیوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۴

متقیوں کا عمدہ ٹھکانہ... جنت

یہ نصیحت ہے	هٰذَا ذِکْرٌ
اور بے شک متقیوں کے لیے یقیناً عمدہ ٹھکانہ ہے۔	وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لِحُسْنِ مَّآبٍ ﴿۲۹﴾

وہ ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں	جَنَّتِ عَدْنٍ
کھلے ہوں گے اُن کے لیے تمام دروازے۔	مُفْتَحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿۵۰﴾
وہ ٹیک لگائے بیٹھنے والے ہوں گے اُن میں	مُتَّكِئِينَ فِيهَا
طلب کریں گے اُن میں بہت سے پھل اور مشروبات۔	يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿۵۱﴾
اور اُن کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی ہم عمر بیویاں۔	وَعِنْدَهُمْ قُصِرَتُ الظُّرُفِ الْأُتْرَابُ ﴿۵۲﴾
یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے حساب کے دن کے لیے۔	هَذَا مَا تُوْعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾
بے شک یہ یقیناً ہمارا رزق ہے	إِنَّ هَذَا لَرِزْقُنَا
نہیں ہے اس کے لیے ختم ہونا۔	مَالَهُ مِنْ نَفَادٍ ﴿۵۴﴾

متقی یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے ایسے باغات میں ہوں گے جو رہائش کے لیے بنائے گئے ہیں۔ جب وہ ان باغات کے قریب پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہاں وہ ٹیک لگا کر مسندوں پر بیٹھیں گے۔ کثرت سے میوے اور مشروبات طلب کریں گے۔ اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی، ہم عمر پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ یہ نعمتیں روز حساب عطا ہوں گی اور پھر ہمیشہ باقی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقی بننے اور جنت کی لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۸

سرکشوں کا برا ٹھکانہ... جہنم

یہ ہے (پرہیزگاروں کے لیے)	هَذَا
---------------------------	-------

وَاِنَّ لِلطَّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿۵۵﴾	اور بے شک سرکشوں کے لیے یقیناً برا ٹھکانہ ہے۔
جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا	یعنی جہنم، وہ داخل ہوں گے جس میں
فَبُئْسَ الْبِهَادُ ﴿۵۶﴾	سو وہ بری آرام گاہ ہے۔
هٰذَا	یہ ہے (سرکشوں کے لیے)
فَلْيَذُوقُوْهُ	پس چاہیے کہ وہ چکھیں اسے
حَبِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾	یعنی کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔
وَ اٰخِرُ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾	اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں۔

نافرمانوں اور سرکشوں کا ٹھکانہ بھڑکتی ہوئی آگ کی صورت میں ہو گا۔ وہاں انہیں کھولتا ہوا پانی اور زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ پینی پڑے گی۔ اُن کی مزید تواضع بھی ایسی ہی غلیظ اشیاء سے ہو گی۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کے عذاب سے۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۴

اولاد کی بری تربیت کا برا انجام

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ	(کہیں گے جہنمی) یہ ایک گروہ ہے جو گھسنے والا ہے تم میں
لَا مَرْجَاَ بِهِمْ	نہیں کوئی خوش آمدید اُن کے لیے
اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾	بے شک وہ داخل ہونے والے ہیں آگ میں۔

وہ کہیں گے بلکہ تم	قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ
نہ ہو خوش آمدید تمہارے لیے	لَا مَرْحَبًا بِكُمْ
تم نے ہی آگے کیا اس عذاب کو ہمارے لیے	أَنْتُمْ قَدْ مَتَمُّوهُ لَنَا
سو وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔	فَبُئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾
وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب!	قَالُوا رَبَّنَا
جس نے آگے کیا ہمارے لیے اس عذاب کو	مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا
پس بڑھادے اُس کا عذاب دو گنا آگ میں۔	فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾
اور وہ کہیں گے کیا ہے ہمیں!	وَقَالُوا مَا لَنَا
ہم نہیں دیکھتے اُن آدمیوں کو	لَا نَرَى رِجَالًا
ہم شمار کیا کرتے تھے جنہیں برے لوگوں میں۔	كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾
کیا ہم نے بنائے رکھا انہیں مذاق	أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا
یا پھر گئی ہیں اُن سے ہماری آنکھیں۔	أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾
بیشک یہ حق ہے	إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ
یعنی باہم جھگڑنا جہنم والوں کا۔	تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾

جہنم میں پہلے گمراہ والدین ڈالے جائیں گے اور پھر اُن کی گمراہ اولادیں۔ جب اولاد کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو والدین اُنہیں لعن طعن کریں گے کہ جہنم میں پہلے ہی انتہائی گھٹن اور تنگی ہے اور تم بھی گھسے چلے آرہے ہو۔ اولاد اُنہیں بددعا دے گی کہ

تمہارے لیے کوئی کشادگی نہ ہو۔ تم نے ہمیں گمراہ کن عقائد سکھائے، ہماری بری تربیت کی اور ہمیں اس بربادی تک پہنچایا۔ پھر اولاد اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی کہ ہمارے ان والدین کو بڑھتا چڑھتا عذاب دے جنہوں نے ہمیں غلط راستوں پر چلا کر بربادی و تباہی کے مقام تک پہنچایا ہے۔ پھر اہل جہنم حیران ہوں گے کہ ہم دنیا میں جن لوگوں کو برا اور گمراہ سمجھتے تھے وہ تو جہنم میں نہیں ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُن نیک لوگوں کی طرف جو گمراہوں کو حق کی طرف بلاتے تھے اور گمراہ اُن کا مذاق اڑاتے تھے۔ نیک لوگ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور گمراہ لوگ جہنم میں نہ صرف عذاب میں گرفتار ہوں گے بلکہ باہم جھگڑ بھی رہے ہوں گے۔

آیات ۶۵ تا ۷۰

بندگی کی بلند ترین شان... عاجزی و در ماندگی کا اعتراف

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ	اے نبی! فرمائیے بے شک میں تو ہوں ہی خبردار کرنے والا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾	اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو اکیلا ہے، سب پر غالب۔
رَبُّ السَّمَوَاتِ	جو رب ہے آسمانوں کا
وَالْأَرْضِ	اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا	اور اُس کا جو ان دونوں کے درمیان ہے
الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾	بہت زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔
قُلْ هُوَ نَبُوٌّ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾	فرمائیے وہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔
أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾	تم اُس سے رُخ پھیرنے والے ہو۔

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَائِكَةِ الْاَعْلٰی	نہیں ہے میرے پاس کچھ علم عالی قدر فرشتوں کا
اِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾	جب وہ باہم جھگڑتے ہیں۔
اِنْ يُّوْحٰی اِلٰی اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾	نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں تو صرف صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا مالک و خالق ہے۔ انتہائی زبردست ہے لیکن درگزر فرمانے والا۔ میں تو صرف نوعِ انسانی کو اس عظیم خبر سے خبردار کرنے والا ہوں کہ تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور انہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ افسوس کہ انسانوں کی اکثریت اس عظیم خبر پر یقین نہیں کر رہی۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس عظیم خبر کا ظہور کب ہوگا؟ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اس کے فیصلوں کی حکمت کے بارے میں باہم کس طرح اور کس نوعیت کا اختلاف کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ بات وحی کے ذریعہ بتادی گئی ہے کہ میں لوگوں کو قیامت کے روز ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے مسلسل آگاہ کرتا رہوں۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے تو اپنی ذمہ داری پوری فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ روزِ قیامت سرخرو ہونے کی بھرپور کوشش کریں۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۴

عظمت انسان

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ	اور اے نبی! جب فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے
اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿٧١﴾	بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان گارے سے۔
فَاِذَا سَوَّيْتُهُ	تو جب میں ٹھیک کر لوں اُسے

اور میں پھونک دوں اُس میں اپنی روح سے	وَكَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي
تو تم گر پڑنا اُس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے۔	فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٥٠﴾
تو سجدے میں گر پڑے فرشتے سب کے سب۔	فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٥١﴾
سوائے ابلیس کے	إِلَّا ابْلِیْسَ
اُس نے تکبر کیا	اسْتَكْبَرَ
اور ہو گیا کافروں میں سے۔	وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿٥٢﴾

ان آیات سے قصہ آدمؑ و ابلیس کے بیان کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو آگاہ کیا کہ میں ایک انسان مٹی کے گارے سے بنا رہا ہوں۔ جب میں اُس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم اُس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ گویا انسان کی عظمت کا سبب اُس کا خاکی وجود نہیں بلکہ اُس میں موجود روح ربّانی ہے۔ جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی سیدنا آدمؑ کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈالی، تمام کے تمام فرشتے اُن کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت کے سبب یعنی روح کی تسکین کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روح کی تسکین ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی پر خلوص بندگی سے۔ یہ انتہائی دشوار ہے، بقول اقبال

اِس پیکرِ خاکی میں اک شے سو وہ تیری

میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اللہ تعالیٰ ہمیں روح کی نگہبانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ساتھ ایک جن ابلیس کو بھی دیا تھا۔ اُس نے تکبر کی وجہ سے سیدنا آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کے انکار نے اُس بد نصیب کو کافروں کا ملعون بنا دیا۔

آیات ۷۵ تا ۷۸

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا

قَالَ يَا بَلِيسُ	پوچھا اللہ نے اے ابلیس!
مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيدَيَّ	کس چیز نے روکا تجھے کہ تو سجدہ کرے اُس کے لیے جسے میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے
اَسْتَكْبَرْتَ	کیا تو نے تکبر کیا
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝۵۰	یا تو ہو گیا ہے سرکشوں میں سے۔
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ	کہا ابلیس نے میں بہتر ہوں آدم سے
خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ	تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے
وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝۵۱	اور تو نے پیدا کیا اُسے گارے سے۔
قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا	فرمایا اللہ نے پھر تو نکل جا یہاں سے
فَاِنَّكَ رَجِيمٌ ۝۵۲	پس بے شک تو مردود ہے۔
وَ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي	اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے
اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۝۵۳	بدلے کے دن تک۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ دراصل اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے دو عالم جاری و ساری ہیں۔ ایک عالم امر جس میں وقت کا عنصر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی شے کے لیے کہتا ہے کُنْ (ہو جا) اور فَيَكُونُ (وہ ہو جاتی ہے)۔ اس کے برعکس دوسرا عالم خلق ہے جس میں ہر شے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے عروج پر پہنچتی ہے۔ انسان کے روحانی وجود یعنی

روحِ ربّانی کا تعلق عالمِ امر سے ہے اور اُس کے خاکی وجود کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔ گویا انسان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو عالم جمع کر دیے ہیں۔ بقول مرزا عبد القادر بیدل۔

ہر دو عالم خاک شد، تابست نقشِ آدمی

اے بہارِ نیستی از قدرِ خود ہوشیار باش

"اور دونوں عالم خاک ہوئے تب انسان کا وجود ظہور میں آیا۔

اے انسان جو بظاہر کچھ نہیں، اپنی اصل اہمیت کو پہچان لے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے دریافت کیا کہ تم نے عظمتوں کے حامل انسان کو سجدہ کیوں نہ کیا تو اُس نے جواز پیش کیا کہ میں انسان سے بہتر ہوں۔ میری تخلیق آگ جیسی لطیف شے سے ہوئی ہے اور انسان کو خاک جیسے کثیف مادے سے بنایا گیا ہے۔ ابلیس ظاہر پرست تھا۔ اُس نے انسان کے خاکی وجود ہی کو سامنے رکھا اور اُس کے روحانی وجود کو نظر انداز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی قربت سے محروم کر دیا۔ اُس کے مردود ہونے کا فیصلہ فرمایا اور اُسے قیامت تک لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی کی وعید سنائی۔

آیات ۷۹ تا ۸۵

ابلیس کے ناپاک عزائم

کہا ابلیس نے اے میرے رب! پھر مہلت دے مجھے اُس دن تک کہ جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔	قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾
فرمایا اللہ نے پھر بے شک تو ہے مہلت دیے جانے والوں میں سے۔	قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾
مقرر وقت کے دن تک۔	إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾
کہا ابلیس نے پس قسم ہے تیری عزت کی!	قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

لَا تُغْوِيَنَّهُمْ أَجَعِينَ ﴿٨٢﴾	میں ضرور گمراہ کروں گا انہیں سب کے سب کو۔
إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ﴿٨٣﴾	سوائے تیرے ایسے بندوں کے جو اُن میں سے چنے ہوئے ہیں۔
قَالَ فَالْحَقُّ	فرمایا اللہ نے پھر حق یہ ہے
وَالْحَقُّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾	اور میں حق ہی کہتا ہوں۔
لَا مَلَكَيْنَ جَهَنَّمَ مِنْكَ	میں ضرور بھردوں گا جہنم کو تجھ سے
وَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجَعِينَ ﴿٨٥﴾	اور اُن سے جو پیروی کریں گے تیری اُن سب کے سب سے۔

ابلیس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لیے زندہ رہنے کی مہلت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک معین دن تک مہلت عطا کی۔ اُس نے قسم کھائی کہ وہ ہر انسان کو گمراہ کرے گا اور اُس کے وار سے صرف اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہی محفوظ رہ سکیں گے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جہنم کو ابلیس اور اُس کے تمام پیروکاروں سے بھردوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ابلیس اور اُس کے ٹولہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۶ تا ۸۸

قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی عظمت

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ	اے نبی! فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی اجر
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٨٦﴾	اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾	نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

وَلَتَعْلَمَنَّ نَبَاكَ بَعْدَ حَيِّنٍ ﴿۸۸﴾

اور تم ضرور جان لو گے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد۔

ان آیات میں قرآن حکیم اور صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ کی عظمت کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے مخاطبین کو آگاہ فرمایا کہ میں بالکل ایک بے غرض انسان ہوں اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے قرآن کی تبلیغ نہیں کر رہا۔ میں ہر گز کوئی بناوٹی یا مصنوعی رنگ اختیار کرنے والا نہیں ہوں۔ میرا ظاہر اور باطن ایک ہے اور میری خلوت اور جلوت یکساں ہے۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام اور تمام انسانوں کے لیے کائنات اور زندگی کے اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے والا ہے۔ یہ خبر دے رہا ہے کہ پوری کائنات اور تمام انسان آخر کار فنا ہو جائیں گے۔ البتہ انسانوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور انہیں اپنے ایک ایک عمل کی جوابدہی کرنی ہوگی۔ عنقریب تمام انسانوں کو قرآن کی اس خبر کی حقانیت معلوم ہو جائے گی۔

سُورَةُ الرُّمْرِ

اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں توحیدِ عملی کے اس پہلو کا بیان نمایاں ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی جائے اور اطاعت کو اُس کے لیے بالکل خالص کر لیا جائے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

توحیدِ باری تعالیٰ	• آیات ۸ تا ۱۸
اچھا اور برا کردار	• آیات ۳۷ تا ۳۹
مشرکین کے باطل نظریات کا رد	• آیات ۳۸ تا ۵۲
اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے کا بیان	• آیات ۵۳ تا ۶۳
باطل کے ساتھ سمجھوتہ کی زوردار نفی	• آیات ۶۴ تا ۶۷
احوالِ قیامت	• آیات ۶۸ تا ۷۵

آیات ۱ تا ۳

اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو خالص اطاعت کے ساتھ

نازل کیا جانا ہے اس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔	تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ①
اے نبی! بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ	إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
پس عبادت کیجئے اللہ کی خالص کرنے والے ہو کر اُس	فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ①

کے لیے اطاعت کو۔	
سن لو! اللہ ہی کے لیے ہے خالص اطاعت	أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ
اور وہ لوگ جنہوں نے بنا رکھے ہیں اُس کے سوا حمایتی	وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ
(کہتے ہیں) ہم عبادت نہیں کرتے ان کی مگر اس لیے کہ وہ قریب کر دیں ہمیں اللہ کے درجہ میں	مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى
بے شک اللہ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان	إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ
اُس بارے میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں	فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اُسے جو ہو جھوٹا، ناشکر۔	إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۲۶﴾

ان آیات میں توحیدِ عملی کا بیان ہے۔ توحید کی دو قسمیں ہیں، توحیدِ نظری اور توحیدِ عملی۔ توحیدِ نظری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا مانا جائے اور کسی کو بھی اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ توحیدِ عملی یہ ہے کہ زندگی کے جملہ معاملات میں عبادت یعنی ذوق و شوق سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ کسی اور کی اطاعت اُس کی نافرمانی کا باعث نہ بنے۔ اُسے ایسی خالص اطاعت ہی مطلوب ہے۔ اب جو لوگ اُس کے سوا کسی اور کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوگی وہ جھوٹے ہیں اور ناشکرے ہیں۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی استعمال کرتے ہیں اور اطاعت کسی اور کی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹوں اور ناشکروں کو ہدایت نہیں دے گا۔

آیت ۴

کیوں اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں؟

اگر چاہتا اللہ کہ بنالے کسی کو بیٹا	لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا
-------------------------------------	---

لَا صُطْفَى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ	یقیناً جن لیتا ان میں سے جنہیں پیدا کرتا ہے جسے چاہتا
سُبْحَنَهُ	وہ پاک ہے
هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ①	وہی اللہ ہے اکیلا، سب پر غالب۔

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو انبیاء یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ اس لیے کہ:

- i- اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ جو شخص بوڑھا اور فنا ہونے والا ہو، وہی اس کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کے ہاں اولاد ہو جو بڑھاپے میں اُس کا سہارا اور پھر اُس کی نسل کے باقی رہنے کا ذریعہ بنے۔
- ii- اللہ تعالیٰ خالق ہے اور ہر شے اُس کی مخلوق ہے۔ والد اپنی اولاد کا خالق نہیں ہوتا بلکہ محض اُس کی پیدائش کا ذریعہ ہوتا ہے۔
- iii- اللہ تعالیٰ اکیلا اپنی ذات میں واحد ہے۔ وہ کسی جنس کا فرد نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ اولاد لازماً ہم جنس ہوا کرتی ہے۔
- iv- اللہ تعالیٰ قہار ہے یعنی ہر شے پر غالب ہے۔ کوئی اُس کا رشتہ دار نہیں جس کے بارے میں کہا جاسکے وہ اُس کا لاڈلا ہے اور اُس کی گرفت سے آزاد ہے۔

آیات ۶ تا ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ تخلیق کے مظاہر

خَالِقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ	اللہ نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ
يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ	وہ لپیٹ دیتا ہے رات کو دن پر
وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ	اور لپیٹ دیتا ہے دن کو رات پر
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو

کُلُّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى	ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے
إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ⑤	سن لو! وہی بہت زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ	اُس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے
ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا	پھر بنایا اُس سے اُس کا جوڑا
وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَلَاثَةَ زُجُجٍ	اور نازل کیے تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ)
يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ	وہ بناتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں
خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ	ایک شکل کے بعد دوسری شکل دیتے ہوئے
فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ	تین اندھیروں میں
ذِكْرُكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ	وہ اللہ تمہارا رب ہے
لَهُ الْمُلْكُ	اُسی کی بادشاہی ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
فَأَنى تُصْرَفُونَ ①	پھر کہاں سے تم پھیرے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ بہت بڑا خالق ہے۔ اُس کی تخلیق کے درج ذیل شاہکاران آیات میں بیان کیے گئے :

- ۱۔ آسمان اور زمین جو کہ ایک مقصد کے تحت بنائے گئے ہیں۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور اُس کے احکامات کے مطابق اپنی جملہ صفات کا اظہار کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی یہی روش اختیار کرنی چاہیے۔

ii- رات اور دن کا نظام جو بڑی باقاعدگی سے جاری رہتا ہے۔

iii- سورج اور چاند جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک طے شدہ مدت تک گردش کرتے رہیں گے۔

iv- تمام انسان جنہیں ایک ہی نفس یعنی سیدنا آدمؑ سے پیدا کیا گیا اور سیدنا آدمؑ کا جوڑا یعنی اماں حوا سلام علیہا کو بھی اُن کی نوع ہی سے بنایا گیا۔

v- اُن جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے جن کا گوشت حلال ہے۔ ان جوڑوں میں بکرا اور بکری، مینڈھا اور بھیڑ، بیل اور گائے اور اونٹ اور اونٹنی شامل ہیں۔

iv- رحم مادر میں ہر بچہ کی تخلیق تین پردوں کے اندر کی جاتی ہے۔ ایک پردہ وہ جھلی ہے جس میں بچہ موجود ہوتا ہے، اُس کے اوپر رحم مادر ہے اور اُس کے اوپر ماں کا پیٹ ہے۔

بلاشبہ ہمارا معبودِ حقیقی اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مذکورہ بالا مظاہر قدرت کا خالق ہے۔ کل اختیار اُس کے پاس ہے۔ وہ شرک کرنے والوں کو فوری سزا دینے پر قادر ہے لیکن وہ درگزر کرتا ہے اور اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

آیات ۷ تا ۸

انسانوں کی ناشکری

اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے	إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ
اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کے لیے ناشکری	وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ
اور اگر تم شکر کرو تو وہ پسند کرے گا اسے تمہارے لیے	وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ
اور نہ اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ	وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ	پھر تمہارے رب ہی کی طرف ہے تمہارا لوٹنا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ	پس وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کو۔
وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ	اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ	وہ پکارتا ہے اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اُس کی طرف
ثُمَّ إِذَا خَوَلَهُ نِعْمَةٌ مِّنْهُ	پھر جب وہ عطا کرتا ہے اُسے کوئی نعمت اپنی طرف سے
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوَ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ	وہ بھول جاتا ہے اُس تکلیف کو، وہ پکار رہا تھا جس کے لیے اس سے پہلے
وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ	اور بنا لیتا ہے اللہ کے لیے شریک تاکہ گمراہ کرے اللہ کے راستے سے
قُلْ تَسْتَعْتَبُ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا	اے نبی! فرمائیے فائدہ اٹھا لو اپنی ناشکری کا تھوڑا سا
إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝	بے شک تم آگ والوں میں سے ہو۔

بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر بندے اللہ تعالیٰ کا شکر کریں تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر بندے ناشکری کریں تو اُس کی قدرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ روزِ قیامت جب وہ اُس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو کوئی انہیں ناشکری کی سزا سے بچانہ سکے گا۔ تب وہ انہیں بتادے گا کہ وہ دنیا میں کیا طرزِ عمل اختیار کر کے آئے ہیں۔ انسان کا معاملہ عجیب ہے۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ اُس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو وہ اُس احسان

کو کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارنے لگتا ہے۔ اس روش سے دوسرے لوگ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ایسے احسان فراموشوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

آیت ۹

علم کی فضیلت

اَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ اِنَّاۤ اِلٰیْلٌ	(کیا ناشکر بہتر ہے) یا وہ شخص جو فرمانبرداری کرنے والا ہے رات کی گھڑیوں میں
سَاجِدًا وَّ قَابِیَا	سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے
یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ	ڈرتا ہے آخرت سے
وَّ یَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّہٖ	اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی؟
قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ	اے نبی! فرمائیے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں
وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ	اور وہ جو نہیں جانتے؟
اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ۙ	بے شک نصیحت تو قبول کرتے ہیں عقل مند۔

اس مقام پر آگاہ کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ درجہ میں کہیں آگے ہیں۔ علم سے مراد اصل میں تو علم ہدایت ہے جو انسان کو سیدھی راہ کی رہنمائی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں دین اسلام ایسے جدید علوم سیکھنے کی بھی ترغیب دیتا ہے جس سے ہم اس کائنات میں موجود مظاہر قدرت کو دریافت کر سکیں اور ان کی تسخیر کر کے نوع انسانی کے لیے انہیں مفید بنا سکیں۔ علم ہدایت اور تسخیر کائنات سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی انسان اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے گا۔ اُس کی بندگی

میں آگے بڑھے گا اور راتوں کو اُس کے حضور طویل سجدہ و قیام کی سعادت حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا علم نافع عطا فرمائے جو ہماری سیرت اور کردار کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق پاکیزہ کر دے۔ آمین!

آیت ۱۰

تقویٰ کے ثمرات

اے نبی! فرمائیے اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو!	قُلْ يُعْبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا
بچو اپنے رب کی نافرمانی سے	اتَّقُوا رَبَّكُمْ
اُن کے لیے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں بڑی بھلائی ہے	لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ
اور اللہ کی زمین وسیع ہے	وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ
بے شک دیا جائے گا صبر کرنے والوں ہی کو اُن کا اجر بغیر کسی حساب کے۔	إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ①

اس آیت میں اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اُس کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تقویٰ کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کی قربت کا اعلیٰ مقام یعنی درجہ احسان حاصل ہوتا ہے۔ پھر ایسے صابرین تو اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین میں سے ہیں جو تقویٰ پر قائم رہنے کے لیے ہجرت کریں۔ ان مقربین کے لیے دنیا میں بھی نعمتیں اور سعادتیں ہیں اور آخرت میں تو انہیں بے حساب اجر سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۴

اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے کا تاکید حکم

اے نبی! فرمائیے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی	قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ
خالص کرنے والا ہو کر اُس کے لیے اطاعت کو۔	مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝۱۱
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے فرمانبردار۔	وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۲
فرمائیے بے شک میں ڈرتا ہوں	قُلْ إِنِّي أَخَافُ
اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی	إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي
ایک بڑے دن کے عذاب سے۔	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۱۳
فرمائیے اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں	قُلْ اللَّهُ أَعْبُدُ
خالص کرنے والا ہو کر اُس کے لیے اپنی اطاعت کو۔	مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝۱۴

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کو تلقین کر رہی ہیں کہ وہ اعلان کر دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کروں مکمل اطاعت کے ساتھ، اور سب سے پہلے اُس کا فرمانبردار ہونے کی مثال قائم کروں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ایک بڑے دن کا عذاب مجھے گرفت میں لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت پر ملنے والے عذاب کا اگر اللہ تعالیٰ کے مقررین کو بھی اندیشہ ہے تو پھر ہم جیسے گناہ گاروں کا کیا حال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کلی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۵ تا ۱۶

گھر والوں کی تربیت نہ کرنے کا انجام

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُونِهِ	تو تم عبادت کرو جس کی چاہو اُس کے سوا
--	---------------------------------------

اے نبی! فرمائیے بے شک اصل میں خسارے میں جانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو	قُلْ إِنَّ الْخُسِرَانَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ
اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن	وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
سن لو! یہی ہے کھلا خسارہ۔	أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ⑤
اُن کے لیے اُن کے اوپر سائبان ہوں گے آگ کے	لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ
اور اُن کے نیچے بھی سائبان ہوں گے (آگ کے)	وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ
یہ ہے وہ ڈراتا ہے اللہ جس سے اپنے بندوں کو	ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهَ بِهِ عِبَادَهُ
اے میرے بندو! پس تم بچو میری نافرمانی سے۔	يُعْبَادُ فَاتَّقُونِ ⑥

ان آیات میں بندوں کو خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا راستہ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے گھر والوں کو بھی جہنم میں لے جائے گا۔ گھر والوں کی دینی تربیت نہ کر کے تم انہیں سب سے بڑے خسارے سے دوچار کر دو گے۔ ایسا خسارہ جس کی کوئی تلافی نہیں۔ ان بد نصیبوں کو اب اُس جہنم میں جلنا ہو گا جہاں اُن کے اوپر بھی آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی۔ یہ ہولناک جہنم ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندوں کو ڈراتا رہا ہے۔ خدا کے لیے ڈرو اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے خود کو ہمیشہ ہمیش کی بربادی سے بچالو۔

آیات ۱ تا ۲۰

اچھا اور برا کردار

اور وہ لوگ جو بچتے رہے طاغوت سے	وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ
کہ اُس کی عبادت کریں	أَنْ يَّعْبُدُوَهَا

وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ	اور اُنہوں نے رجوع کیا اللہ کی طرف
لَهُمُ الْبُشْرَى	اُن کے لئے خوشخبری ہے
فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝۱۷	سو، اے نبی! بشارت دیجئے میرے ان بندوں کو۔
الَّذِينَ يَسْتَعِينُونَ الْقَوْلَ	وہ جو توجہ سے سنتے ہیں کلام
فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ	پھر پیروی کرتے ہیں اُس میں سے سب سے اچھی بات کی
أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ	یہی وہ لوگ ہیں کہ ہدایت دی انہیں اللہ نے
وَأُولَئِكَ هُمُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝۱۸	اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔
أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ	تو کیا وہ شخص کہ ثابت ہو گئی جس پر عذاب کی بات
أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝۱۹	تو کیا آپ بچائیں گے اُسے جو آگ میں ہے؟
لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	لیکن وہ لوگ جو بچتے ہیں اپنے رب کی نافرمانی سے
لَهُمْ غُرْفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرْفٌ مَّبْنِيَّةٌ	اُن کے لیے ہیں بالاخانے جن کے اوپر خوب بنائے گئے ہیں بالاخانے
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
وَعَدَ اللَّهُ	اللہ کا وعدہ ہے
لَا يَخْلِفُ اللَّهُ الْوَعْدَ ۝۲۰	خلاف نہیں کرتا اللہ وعدے کے۔

یہ آیات دو کرداروں کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کردار ہے۔ اس کردار کے حاملین اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے خلاف اعلان بغاوت کرتے ہیں۔ اُس کی بندگی کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔ پوری توجہ سے اُس کی ہدایات سنتے ہیں۔ پھر پورے ذوق و شوق کے ساتھ اُن ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ رخصت کے بجائے عزیمت کا پہلو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور اُن کے لیے جنت کے بالا خانے تیار کیے گئے ہیں جہاں اُنہیں ہر نعمت فراہم کی جائے گی۔ اس کے برعکس دوسرا کردار ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ یہ کردار رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے باغی اور نافرمان ہیں۔ اُن کے لیے عذاب طے ہو چکا ہے۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس باغیانہ روش سے محفوظ فرمائے اور وہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُسے پسند ہے۔ آمین!

آیت ۲۱

انسان کی زندگی کھیتی کی مانند ہے

کما تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
پھر چلایا اُسے چشموں کی صورت زمین میں	فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي الْاَرْضِ
پھر وہ نکالتا ہے اُس کے ساتھ کھیتی، مختلف ہوتے ہیں جس کے رنگ	ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُ
پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے	ثُمَّ يَهْبِجُ
پھر تم دیکھتے ہو اُسے زرد پڑی ہوئی	فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا
پھر وہ بنا دیتا ہے اُسے چورا	ثُمَّ يَجْعَلُهَا حُطَامًا

بے شک اس میں یقیناً نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔	إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝۲۱
--	--

اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس پانی کو چشموں کی صورت میں زمین میں بہا دیتا ہے۔ پھر اُس پانی سے کھیتی برآمد ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ اپنے عروج کو پہنچتی ہے۔ پھر اُس پر زوال آتا ہے اور وہ زرد پڑ جاتی ہے۔ آخر کار چورا چورا ہو کر زمین میں بکھر جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا ہے۔ بارش کی طرح روح آسمان سے آتی ہے اور ہمارے خاکی وجود کے ساتھ مل کر ہمارے وجود کی تکمیل کرتی ہے۔ پھر کھیتی کی طرح ہم بھی اپنے عروج یعنی جوانی کو پہنچتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ بڑھاپا آتا ہے اور آخر کار مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ کھیتی کا کوئی حساب کتاب نہیں جبکہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس محاسبہ اخروی کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۲

نورِ ہدایت کیا ہے؟

تو کیا وہ شخص، کھول دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے	أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
پس وہ ایک نور پر ہوا اپنے رب کی طرف سے (ایک سخت دل کافر کی طرح ہو سکتا ہے)؟	فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ
پس ہلاکت ہے اُن کے لیے، سخت ہیں جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے	فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ
یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔	أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۲۲

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا سینہ اسلام یعنی اپنی فرمانبرداری کے لیے کھول دیتا ہے۔ ان بندوں کو اُس کے ہر حکم میں ایک خیر، حکمت اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ کسی ناجائز فائدہ کو چھوڑنے پر وہ افسوس نہیں کرتا اور حق کی راہ میں پہنچنے والے کسی نقصان کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ یہ ہے وہ نورِ ہدایت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین! اس کے برعکس جس بد نصیب کو اللہ تعالیٰ کے احکامات ایک بوجھ محسوس ہوں، اُس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محرومی کی وجہ سے سیاہ اور سخت ہو چکا ہو تو ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۳

عظمتِ قرآن

اللہ نے نازل فرمایا ہے بہترین کلام	اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ
ایسی کتاب جس کے مضامین ملتے جلتے بار بار دہرانے والے ہیں	كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَّثَانِي
لرز جاتی ہیں اس سے کھالیں اُن لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے	تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
پھر نرم پڑ جاتی ہیں اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف	ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
یہ اللہ کی ہدایت ہے	ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ
وہ ہدایت دیتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے	يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ
اور جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت	وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۹

دینے والا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں نہایت حسین کلام نازل فرمایا ہے۔ اس کے مضامین اول تا آخر ملتے جلتے ہیں اور بار بار دہرائے بھی جاتے ہیں تاکہ غور کرنے والے اچھی طرح سے اُن کا فہم حاصل کر سکیں۔ اس حسین کلام کی ظاہری اور معنوی تاثیر ایسی ہے کہ اُسے سن کر خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اور اُن کے جسم اُس کی اطاعت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ واقعی یہی ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ البتہ جس بد نصیب کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت نہ دے، اُسے اور کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا۔

آیات ۲۴ تا ۲۶

گمراہوں کا بدترین انجام

تو کیا وہ شخص جو بچے گا اپنے چہرے کے ساتھ بدترین عذاب سے قیامت کے دن (وہ جنتی جیسا ہو سکتا ہے)؟	أَفَمَنْ يَتَّقِي بُوْجَهٗ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
اور کہا جائے گا ظالموں سے چکھو جو تم کمایا کرتے تھے	وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾
جھٹلایا تھا انہوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے	كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
تو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔	فَأَلْهَمَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾
تو چکھایا اللہ نے انہیں رسوائی کا مزہ دنیا کی زندگی میں	فَاذْأَقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے	وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ
کاش کہ وہ جان لیتے۔	لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کے کلام پر غور فکر کر کے ہدایت حاصل نہیں کرتے وہ بدترین تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ روزِ قیامت بدترین عذاب اُن کے چہروں پر مسلط ہو گا اور وہ چہرے کو عذاب سے بچانہ سکیں گے۔ دنیا میں انسان کوئی مصیبت آنے پر پہلے چہرے ہی کو بچاتا ہے لیکن وہاں مجرمین کی بے بسی کا یہ حال ہو گا کہ سب سے پہلے اُن کا چہرہ ہی عذاب کا نشانہ بنے گا۔ ان ظالموں کی حسرت میں اضافہ کے لیے بار بار کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو۔ ماضی میں بھی کئی قوموں نے یہ روش اختیار کی۔ اُن پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے اُنہیں گمان تک نہ تھا۔ البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن اور بڑا ہو گا۔ کاش لوگ ماضی کی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور آخرت کے بڑے عذاب سے بچنے کی کوشش کریں۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

اللہ کا بہت بڑا انعام... عربی قرآن

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	اور یقیناً ہم نے بیان کی ہے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۷﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ	یہ عربی زبان والا قرآن جس میں کوئی ٹیڑھی بات نہیں
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾	تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنی تعلیمات کی وضاحت کے لیے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ پھر قرآنِ کریم کو زبانِ عربی میں نازل فرمایا۔ ایسی زبان جو زبانِ زندہ ہے اور اُسے سیکھنا اور سمجھنا بڑی آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ پھر اس قرآن میں ہر بات سیدھی اور دو اور دو چار کی طرح ہے۔ بلاشبہ قرآن پڑھ کر اور اُس کے مضامین پر غور کر کے

ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھ کر پڑھنے اور اُس سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۹

توحید کا تصور ایک بہت بڑی نعمت

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ	بیان فرمایا اللہ نے مثال کے طور پر ایک غلام جس میں حصہ دار ہیں باہم لڑنے والے کئی آقا
وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ	اور ایک اور غلام جو پورا ایک ہی آقا کا ہے
هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا	کیا دونوں برابر ہیں مثال میں؟
الْحَمْدُ لِلَّهِ	کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

اس آیت میں عقیدہ توحید کی نعمت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ اگر ایک غلام کے کئی آقا ہوں۔ پھر وہ باہم لڑتے بھی ہوں تو ایسے غلام کی زندگی انتہائی مشکلات کا شکار ہوگی۔ اگر ایک آقا کو راضی کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا۔ اس کے برعکس جس غلام کا صرف ایک ہی آقا ہو گا وہ بڑے سکون میں ہوگا۔ اسی طرح صرف ایک اللہ کی بندگی انسان کو دوسروں کے خوف یا دوسروں کی چاپلوسی سے بچا کر نہ صرف سکون بلکہ باوقار زندگی عطا کرتی ہے۔

بقول علامہ اقبال

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

افسوس! مشرکین ایک آقا کی غلامی اور بہت سے آقاؤں کی غلامی کا فرق تو خوب سمجھ لیتے ہیں مگر جب انہیں ایک اللہ کی بندگی اور بہت سے معبودوں کی بندگی کا فرق سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نادان بن جاتے ہیں۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

مخالفین کے ساتھ کشمکش عارضی ہے

اے نبی! بے شک آپ وفات پانے والے ہیں	إِنَّكَ مَيِّتٌ
اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔	وَأَنَّهُمْ مِّيتُونَ ﴿۳۰﴾
پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔	ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۳۱﴾

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان ہوا۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آج مشرکین آپ ﷺ سے جھگڑ رہے ہیں اور آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں لیکن یہ کشمکش عارضی ہے۔ عنقریب مشرکین بھی فنا ہو کر مٹ جائیں گے اور آپ ﷺ بھی دنیا سے رخصت ہو کر رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے۔ تب روز قیامت اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جھگڑا ہو گا۔ مجرمین اپنے جرائم سے انکار کریں گے یا دوسروں پر اپنے جرائم کی ذمہ داری ڈالیں گے لیکن یہ سب ان کے کام نہ آئے گا۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پا کر رہیں گے۔
